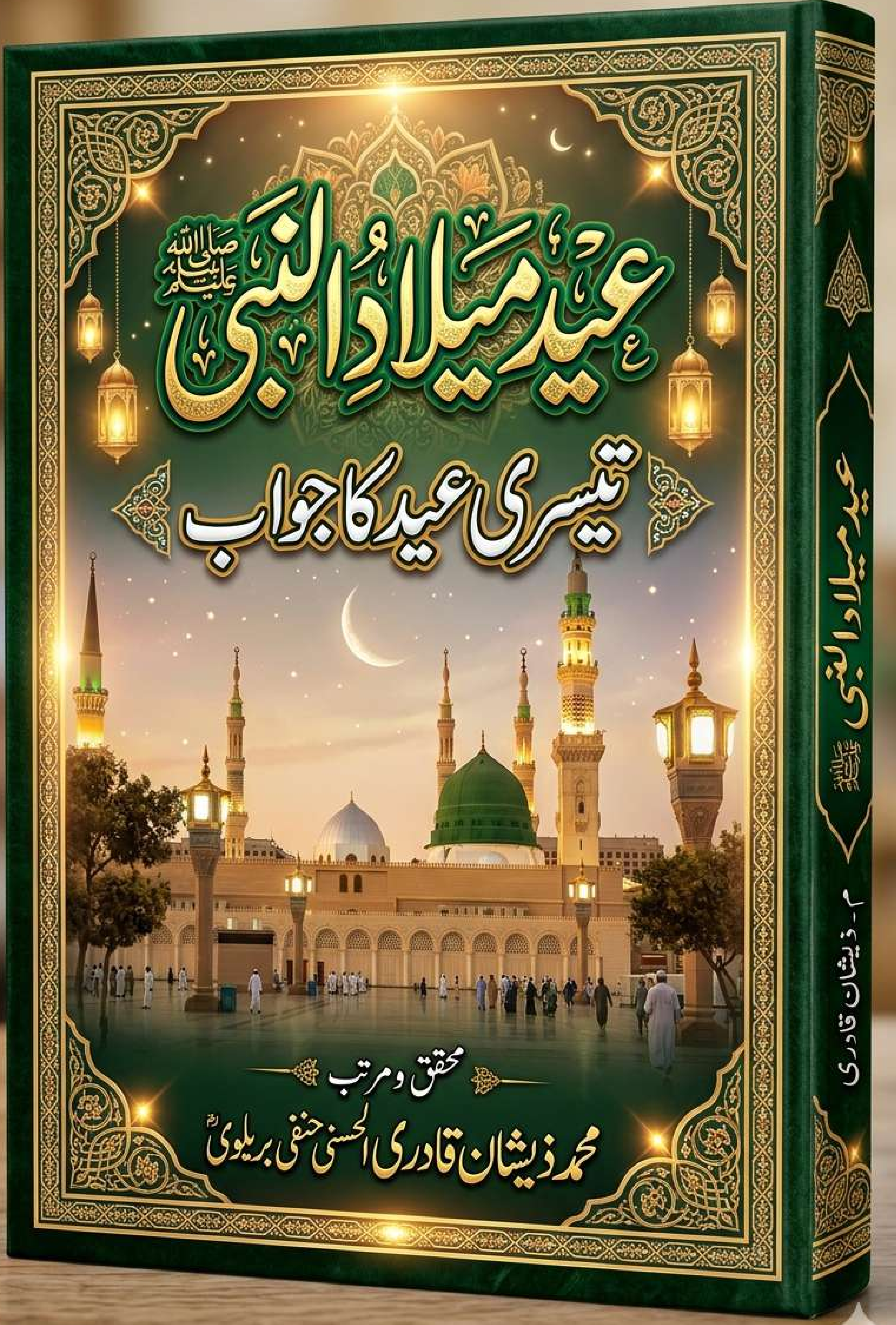
عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تیسری عید کا جواب
محقق و مرتب
محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی
عیدِ میلاد النبی ﷺ
م- ذیشان قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

نام رسالہ: عید میلادالنبی ﷺ۔

محقق ومرتب: محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی۔

زیرِ سایہ: پیر محمد توقیر اقبال قادری حسنی نقشبندی سرکار۔

خاکِ پا: سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ۔

تاریخِ تحریر: ربیع الاول(1445ھ)،اکتوبر(2023ء)۔

صفحات: 81

ای میل: see.zee480@gmail.com

مطالعہ آن لائن: https://archive.org/

نوٹ: اس رسالے کو بلا معاوضہ آگے شیئر کرنے کی اجازت ہے،
مگر مندرجات میں تبدیلی ممنوع ہے۔ شکریہ

خانقاہِ اولیاء قادریہ حسنیہ انٹرنیشنل لاہور پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نذرِ عقیدت

اللہ کریم کے فضل و توفیق اور مصطفی کریم ﷺ کی نگاہ عنایت سے بندہ ناچیز اس کتاب کو نہایت ادب و احترام کے ساتھ اپنے دادا مرشد کریم پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ پیر سید محمد نوید الحسن شاہ جی قادری چشتی الگیلانی البغدادی سرکار اور اپنے مرشد کریم پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ پیر محمد توقیر اقبال قادری حسنی نقشبندی سرکار (چیئرمین سنی نعت کونسل، گدپور شریف چونیاں) کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جن کی نگاہ فیض نے بندہ ناچیز کو اس قابل کر دیا کہ دینی موضوع پر کتاب لکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ رب العزت ان کے فیوض و برکات کو عام فرمائے۔ آمین

اللہ کریم ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ کی ہر دم خیر فرمائے اور ہمارے باباجانی دادا مرشد کریم سرکار سیدی خواجہ پیر سید محمد نوید الحسن شاہ جی قادری چشتی الگیلانی البغدادی سرکار اور میرے مرشد کریم خواجہ پیر محمد توقیر اقبال قادری حسنی نقشبندی سرکار، ان کی اولاد پاک اور آل پاک کو سدا سلامت رکھے، ان کا سایہ ہماری آنے والی نسلوں پر بھی رکھے۔ آمین ثم آمین

اللہ رب العزت کا بے شمار مرتبہ شکر ادا کرتا ہوں، اللہ تعالی میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہر خاص و عام کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، مجھے دین حقہ پر ہمیشہ کے لیے قائم رکھے۔ مزید دین متین اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کریم ہمارے پیارے آخری نبی حضرت محمد مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے صدقے سے ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

یاالٰہی بحقِ بنی فاطمہ

کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

تیسری عید میلادُ النّبی ﷺ کہاں سے آئی کا جواب

عیدِ میلادُ النبی ﷺ کا مطلب ہے نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت یا زمانے کی خوشی۔ اسلام میں شرعاً دو (2) عیدیں ہی ہیں جنہیں عید الفطر اور عید الاضحی کہتے ہیں۔ کسی اور دن کے ساتھ لفظ عید لگانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ اگر ممانعت ہے تو آپ وہ ممانعت قرآن و حدیث سے ثابت کر دیں؟ اب رہا یہ سوال کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی اور دن کو عید کا دن کہتے تھے؟ تو اس کا جواب غیر مقلدین وہابی حضرات کے علامہ وحید الزمان بخاری کی شرح بنام (تیسیر البخاری کی ج 6 ص 104) پر ایک حدیث لکھی ہے جو اصل کتاب (بخاری شریف ج 2 ص 662) پر موجود ہے۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں یہودی لوگ (مثلاً کعب احبار) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔ تم (اپنے قرآن مجید میں) ایک ایسی آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید (خوشی کا دن) مقرر کر لیتے۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ کون سے آیت ہے، انہوں نے کہا۔

{اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴿﴾}

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ (المائدہ: 3)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں یہ آیت مبارکہ کب اتری اور کہاں اتری۔ اور جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو اس وقت نبی کریم ﷺ کہاں تھے۔ یہ آیت مبارکہ عرفہ کے دن نازل ہوئی اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم ہم میدان عرفات میں تھے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھ کو شک ہوا اس دن جمعہ تھا یا کوئی اور دن۔ اس حدیث کو لکھنے کے بعد وحید الزماں نے لکھا ہے قیس بن سلمہ کی روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا تو اس دن دوہری عید ہوئی۔ (تیسیر البخاری، ج 6 ص 104 من و عن)

دوہری سے مراد (یوم عرفہ) اور (یوم جمعہ) ہے یعنی جمعۃ المبارک بھی (عید) کا دن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت موجود ہے۔ جس میں آپ نے یہودی کو جواباً ارشاد فرمایا کہ اس دن ہماری دو (2) عیدیں تھیں۔ مراد (یوم عرفہ) اور (یوم جمعہ)۔ (مشکوۃ ص 121، رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ کے جواب کا مقصد یہودی کو یہ بات سمجھانا اور باور کروانا تھا کہ تم ایک (عید) کی بات کرتے ہو جب یہ آیت نازل ہوئی ان دن ہماری دو (2) عیدیں تھیں۔ یعنی (یوم عرفہ) اور (یوم جمعہ)۔

حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جمعوں میں ایک جمعہ میں فرمایا: (اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ تعالی نے "عید" بنایا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگانے میں کوئی نقصان نہیں۔ مسواک لازم پکڑو۔ (مشکوۃ، ص 123) (سنن ابن ماجہ، ص 7)

ہمارے نزدیک تو تمام (عیدیں) عیدِ میلادُ النّبی ﷺ کا صدقہ ہیں۔ اگر رسول کریم ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نہ عیدُ الفطر ہوتی اور نہ عیدُ الاضحیٰ ہوتی۔ یہ بھی نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی (عید) کے صدقہ میں ہمیں عطا ہوئیں۔

معترضین حضرات (عید) کی تعریف سے ہی واقف نہیں اگر کچھ علم پڑھ لیا ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتے۔

عید کی تعریف اور جشنِ میلاد کو عید کہنے کی وجہ:

ابوالقاسم امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ (المتوفی 502ھ) عید کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عید اسے کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے، شریعت میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم النحر کے لیے خاص نہیں ہے۔ عید کا دن خوشی کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

(عید کے ایام کھانے پینے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے ہیں) اس لیے ہر وہ دن جس میں خوشی حاصل ہو، اس دن کے لیے عید کا لفظ مستعمل ہو گیا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا سے متعلق ارشاد ہے کہ (ہم پر آسمان سے خوان (کھانا) اتار کہ وہ ہمارے (اگلوں پچھلوں کے لیے) عید ہو) اور عید انسان کی اس حالت خوشی کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور (العائدۃ) ہر اس منفعت کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی چیز سے حاصل ہو۔ علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا کلام سے معلوم ہوا کہ عید ہر اس دن کو کہتے ہیں جس میں انسان کو کوئی خوشی حاصل ہو۔ جس میں اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی خصوصی رحمت و نعمت عطا ہوئی ہو۔ جسے کسی خوشی کے موقع سے کوئی خاص مناسبت ہو۔ الحمد للہ عزوجل جل علی احسانہ! 12 ربیع الاول کے موقع پر یہ تینوں صورتیں ہی جمع ہوتی ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ ایک مسلمان کے لیے نبی کریم ﷺ کے ولادت پاک کے دن سے بڑھ کر کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اس خوشی کے سبب بھی 12 ربیع الاول کو عید کا دن قرار دیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ جن کے صدقے ہمیں خدا کی پہچان ملی، ایمان کی لازوال دولت ملی، قرآن جیسا بابرکت تحفہ ملا جن کے صدقے زندگی گزارنے کا ڈھنگ آیا اور جن کی ذات اقدس ہمارے لئے سراپا رحمت ہے ان سے بڑھ کر کون سی رحمت اور کون سی نعمت ہے؟ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حواری خوان رحمت عطا ہونے والے دن کو عید کہہ سکتے ہیں اور وہ دن ان کے اگلوں پچھلوں کے لیے یوم عید ہو سکتا ہے تو ہم بدرجہ اولیٰ اس بات کے مستحق ہیں کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روز ولادت کو عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیں اور عید منائیں۔

کہتے ہیں کہ کسی معتبر کتاب میں یوم میلاد کو عید نہیں لکھا گیا۔ حوالہ پیشِ خدمت ہے اور اس حوالے کے اعتبار کے لیے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اور تمام علمائے دیوبند نے اس کتاب کو اپنی تحریروں کی وقعت ظاہر کرنے کے لیے حوالہ دے کر جگہ جگہ اس کا

ذکر کیا ہے اور نشر الطیب تو اس کتاب کے حوالوں سے بھری ہوئی ہے اور معترضین کی مزید تسلی کے لیے عرض ہے کہ اس کتاب کے عربی متن کے اردو ترجمہ پر تعریفی تقاریظ علمائے دیوبند نے لکھی ہیں۔اس کتاب کا نام (مواہب لدنیہ) ہے ترجمہ کو (سیرۃ محمدیہ) بھی کہا جاتا ہے۔امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب قسطلانی علیہ الرحمہ کی یہ کتاب 500 برس پرانی ہے۔اس کی شرح (زرقانی)8 ضخیم جوں میں علامہ ابو عبداللہ امام محمد زرقانی علیہ الرحمہ نے لکھی جو اہل علم میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔1338 ہجری میں جن علمائے دیوبند نے اس کتاب پر تعریفی تقاریظ لکھیں ان کے نام بھی ملاحظہ فرمالیں:

(جناب محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند و مفتی عالیہ عدالت ممالک سرکار آصفیہ نظامیہ)(جناب محمد حبیب الرحمن مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند)(جناب اعزاز علی مدرس، مدرسہ دیوبند)(جناب سراج احمد رشیدی مدرس، مدرسہ دیوبند)(جناب محمد انور معلم دارالعلوم دیوبند)۔اس کتاب کے ص 75 پر امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جس نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو (عیدین) اختیار کیا ہے تاکہ اس کا یہ (عید) اختیار کرنا ان لوگوں پر سخت تر بیماری ہو جن کے دلوں میں سخت مرض ہے اور عاجز کرنے والی لادوا بیماری، آپ کے مولد شریف کے سبب ہے۔ معتبر کتاب سے مطلوبہ لفظ (عید) ملاحظہ فرمالیا۔ اگر امام قسطلانی کی تحریر سے اتفاق نہیں تو مذکورہ علمائے دیوبند کو ملامت کیجیے جنہوں نے اس کتاب کو بہترین اور اس کے ترجمہ کو بہت بڑی نیکی لکھا ہے۔

لغت میں عید ایسی چیز کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے، اور کیونکہ یہ دونوں مذہبی تہوار ہر سال آتے ہیں اس لیے ان کو عید کہتے ہیں، پھر مجازاً اسے خوشی کے موقع کے لیے بھی استعمال کرنے لگے۔آیئے اب یہ دیکھتے ہیں کہ کیا خوشی کے ان دو ایام کے علاوہ کسی دوسرے دن کو عید کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک

یہودی آیااوراس نے کہاکہ اے امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو ضرور عید مناتے، فرمایا کون سی آیت ؟اس نے آیت {اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝}

(سورہ المائدۃ آیت نمبر 03) پڑھی۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایامیں اس دن کو جانتاہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اوراس کے مقامِ نُزول کو بھی پہچانتاہوں وہ مقام عرفات کا تھااور دن جمعہ کا تھا۔(صحیح بخاری کتاب الِایمان)

آپ رضی اللہ عنہ کی مراداس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایساہی کہاآپ رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو(2) عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

(سنن الترمذی کتاب تفسیر آن باب ومن سورۃ المائدۃ)

یوں عیدُالفطر اور عیدُالاضحی کے علاوہ سال میں 53 عیدیں ہوئیں، 52 جمعہ اور ایک یوم عرفہ، توان 53 عیدوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے ؟

جس دن نعمت حاصل ہواس دن عید مناناانبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، قرآن حکیم میں ہے : حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ترجمہ :اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانوں کا) ایک دستر خوان نازل کر جو ہمارے پہلے اور پچھلے (سب کے لیے) عید بن جائے۔

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 91)

معلوم ہواکہ نزولِ نعمت کے دن کو عید کہنااور جشن منانے کی اصل قرآن مجید میں موجود ہے، اسی قرآنی اُصول کے تحت اللہ کریم کی سب سے بڑی نعمت اور رحمتِ کل عالم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے دن عید مناناشرعاً جائزو مستحسن ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت کادن امت مسلمہ کے لیے یوم عید ہے۔ عید کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

ایک ہے عید شرعی اور عید واجب اور دوسری عید فرحت، عید مسرت اور عید تشکر ہے۔ یہ مستحب اور مستحسن ہوتی ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میلادُ النّبی ﷺ کے دن کو عید کہنا یا سمجھنا اس لیے درست نہیں کہ اسلام میں عیدیں صرف دو (2) ہیں اور وہ ہے عید الفطر اور عید الاضحی۔ ان دو (2) عیدوں کے ہوتے ہوئے بعض احباب کسی تیسری عید کو عید کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ اس کی وضاحت صحاح ستہ کی کتب احادیث سنن ابی داؤد سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حدیث ہے۔

جمعۃ المبارک یوم عید ہے تو سال میں کتنی عیدیں ہوئیں ؟ اور عید میلاد النبی ﷺ سے ہی ضد آخر کیوں ؟ فضیلتِ جمعۃ المبارک کا سبب یومِ تخلیقِ آدم علیہ السلام ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن کی خاص اہمیت اور فضیلت کی بناء پر اسے (سیّدُ الایام) کہا گیا ہے۔ اس دن غسل کرنا، صاف ستھرے یا نئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور کاروبارِ زندگی چھوڑتے ہوئے مسجد میں اِجتماع عام میں شریک ہونا اُمورِ مسنونہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس دن زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا ہے۔

حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ : تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی (یعنی اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت ہوئی اور آپ کو لباسِ بشریت سے سرفراز کیا گیا)، اس روز اُن کی روح قبض کی گئی، اور اِسی روز صور پھونکا جائے گا۔ پس اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف بھیجا کرو، بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(أبو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب تفریع أبواب الجمعہ و فضل یوم الجمعہ ولیلۃ الجمعہ، 1 : 275، رقم: 1047) (أبو داؤد، السنن، أبواب الوتر، باب فی الاستغفار، 2: 88، رقم: 1531، چشتی) (ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامہ الصلاۃ والسنہ فیھا، باب فی فضل الجمعہ، 1:

345،رقم:1085)

امام اِبن ماجہ 209۔273ھ علیہ الرحمہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: بے شک یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بنایا ہے۔ پس جو کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے، اور اگر ہو سکے تو خوشبو لگا کر آئے۔ اور تم پر مسواک کرنا لازمی ہے۔ (ابن ماجہ، السنن، کتاب اِقامہ الصلوٰۃ، باب في الزینہ یوم الجمعہ، 1:349، رقم:1098، چشتی) (طبرانی، المعجم الأوسط، 7:230، رقم:7355) (منذری، الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، 1:286، رقم: 1058)

امام احمد بن حنبل 164۔241ھ علیہ الرحمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: بے شک یومِ جمعہ عید کا دن ہے، پس تم اپنے عید کے دن کو یومِ صیام (روزوں کا دن) مت بناؤ مگر یہ کہ تم اس سے قبل (جمعرات) یا اس کے بعد (ہفتہ) کے دن کا روزہ رکھو (پھر جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں)۔ (أحمد بن حنبل، المسند، 2:303، 532، رقم:8012، 10903) (ابن خزیمہ، الصحیح، 3:315، 318، رقم:2161، 2166) (ابن راھویہ، المسند، 1:451، رقم:524) (حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 1:603، رقم:1595)

امام اِبن حبان 270۔354ھ علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ابو اوبر بیان کرتے ہیں: ترجمہ: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے اُن کے پاس آکر کہا: آپ نے لوگوں کو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے نہیں روکا بلکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو کیوں کہ یہ عید کا دن ہے، سوائے اس کے کہ تم اس کو اور دنوں کے

ساتھ ملا کر (روزہ) رکھو۔ (ابن حبان، الصحیح، 8:375، رقم:3610)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ فضیلتِ جمعۃ المبارک کا سبب کیا ہے اور اسے کس لیے سب دنوں کا سردار اور یومِ عید قرار دیا گیا؟ اس سوال کا جواب اوپر بیان کی گئی حدیثِ مبارکہ میں موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس دن کی فضیلت کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا: (فیہ خلق آدم) (یومِ جمعہ) آدم علیہ السلام کے میلاد کا دن ہے (یعنی اس دن آدم علیہ السلام کی خلقت ہوئی اور آپ کو لباسِ بشریت سے سرفراز کیا گیا)۔ جمعہ کے دن ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی جس کی بناء پر اسے یوم عید کہا گیا ہے اور اس دن کی تکریم کی جاتی ہے۔ اگر یومِ جمعۃ المبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے باعث عزت واحترام کے ساتھ منائے جانے کا حق دار ہو سکتا ہے تو یومِ میلادِ مصطفٰی ﷺ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ولادت باسعادت کی بناء پر عیدُ الاعیاد (تمام عیدوں کی عید) کے طور پر اسلامی کیلنڈر کی زینت کیوں نہیں بن سکتا۔ اب کوئی کہے کے میلادِ آدم علیہ السلام کی تقریب کا اہتمام اس لیے کیا گیا کہ ان کی تخلیق معروف طریقے سے عمل میں نہیں آئی۔ لیکن اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیوں کہ بنیادی نکتہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق جمعہ کے دن ہوئی۔ لہذا یوم الجمعہ کو یوم العید بنا دیا گیا کہ یہ بنی نوع انسان کے جد امجد اور پہلے نبی کا یومِ تخلیق ہے۔ اِسی بناء پر وجہ تخلیقِ کائنات اور تمام انبیاء کے سردار سیدنا محمد مصطفٰی ﷺ کا یومِ ولادت تمام عیدوں کی عید ہے۔

جمعۃ المبارک کے سلسلہ میں کیے جانے والے تمام تر انتظامات وہ ہیں جو میلاد کے حوالہ سے بھی کیے جاتے ہیں، مثلاً غسل کرنا، خوشبو لگانا، ایک جگہ جمع ہونا، کاروبار ترک کرنا اور مسجد میں حاضری دینا۔ ان کے علاوہ بھی بعض امور کا تذکرہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن یہ سارا اہتمام در حقیقت نبی کریم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجنے کے حوالہ سے ہے اور اس دن کو کثرتِ درود وسلام کے لیے اس لیے چنا گیا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا یومِ

میلاد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: (پس اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف بھیجا کرو)۔ اِس دن عاشقانِ رسول درود شریف کا اِجتماعی ورد کرتے ہیں اور اس دن محفل میلاد اور محفلِ صلوٰۃ و سلام کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ سو یہ دن جہاں ایک طرف میلادِ سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے خاص ہے تو دوسری طرف درود و سلام کے ذکر کی نسبت سے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ہے۔ اس طرح بہ یک وقت یہ دن جد ماجد اور فرزند اَمجد دونوں کے لیے اِظہارِ مسرت کا مژدہ بردار بن گیا ہے۔

حدیث مبارکہ میں یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد کیسے آپ پر پیش کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

(أبو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب تفریع أبواب الجمعہ و فضل یوم الجمعہ ولیلۃ الجمعہ، 1: 275، رقم: 1047) (أبو داؤد، السنن، أبواب الوتر، باب فی الاستغفار، 2: 88، رقم: 1531) (ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامہ الصلاۃ والسنہ فیہا، باب فی فضل الجمعہ، 1: 345، رقم: 1085، چشتی) (نسائي، السنن، کتاب الجمعہ، باب إکثار الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الجمعہ، 3: 91، رقم: 1375) (نسائی، السنن الکبری، باب الأمر بإکثار الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الجمعہ، 1: 519، رقم: 1666) (دارمی، السنن، 1: 445، رقم: 1572) (ابن ابی شیبہ، المصنف، 2: 253، رقم: 8697) (طبرانی، المعجم الکبیر، 1: 216، رقم: 589) (بیہقی، السنن الکبری، 3: 248، رقم: 5789) (بیہقی، السنن الصغری، 1: 372، رقم: 634) (ھیثمی، موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، 1: 146، رقم: 550)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ میں اِس دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی اپنے جسم کے ساتھ زندہ رہوں گا، اور تمہیں چاہیے کہ

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ درودو سلام پڑھنا اپنا معمول بنالو۔
اب سوال پیدا ہوتا ہے صرف دو(2) عیدیں کہنے کا تصور کہاں گیا؟ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا: جمعہ کا دن بھی ہماری عید ہے اس سے معلوم ہوا دو(2) عیدوں کے علاوہ بھی اسلام میں عید کا تصور ہے۔ وہ دو(2) عیدیں واجب ہیں۔ وہ عیدیں احکام اور مناسک کی ہیں اور یہ عید تعلق اور محبت کی ہے۔ یہ فرحت اور مسرت کی عید ہے۔ اس لیے فقیر نے اس کو عید فرحت، عید مسرت اور عید تشکر کا نام دیا اور وہ دو(2) عیدیں عید شرعی ہیں اور واجب ہیں۔
اب سوال پیدا ہوتا ہے نبی کریم ﷺ نے جمعہ کو ہماری عید کا دن کیوں فرمایا؟ اس کا جواب بھی حدیث پاک میں ہے۔ یہ بھی سنن ابی داؤد کی حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
ترجمہ: بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل دن ہے۔
(صحیح ابن خزیمہ، ج3ص115 حدیث1728)
عرض کیا گیا یارسول ﷺ یہ سب دنوں سے افضل کیسے ہو گیا؟ فرمایا: فی خلق آدم، اس لیے کہ اس دن آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ آپ کے ماں باپ نہیں تھے۔ آپ کی پہلی تخلیق عمل میں آئی۔ (ولادت بمعنٰی پیدائش)۔ فرمایا: جمعہ سب دنوں سے افضل اس لیے ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے۔ یہ بات حدیث پاک سے طے ہے تو دوستو! جو دن سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ہو وہ تو ہو جائے یومِ عید اور افضل الایام اور جو دن ولادتِ مصطفی ﷺ کا ہو اس پر کتنے جمعے قربان ہو جائیں اور نبی کریم ﷺ کی پیدائش جمعہ کو عید بنا دے۔ حضور ﷺ اور آدم علیہ السلام کی بھی ایک نسبت اور تعلق ہے وہ یہ ہے: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر اتار دیے گئے تو طویل مدت تک آپ گریہ وبکا میں رہے پھر آپ نے ایک روز اللہ کے حضور دعا کی اور جب توبہ کے لیے ہاتھ اٹھائے تو عرض کیا:

ترجمہ: اے اللہ مجھے معاف کردے اور میری توبہ قبول کر (حضرت محمد ﷺ) جو سب سے آخری نبی تشریف لانے والے ہیں ان کے صدقے اور وسیلے سے معاف کردے۔

(المستدرک، علی الصحیحین، ج2ص272حدیث4228، چشتی)

جب آپ نے یہ دعا کی تو اللہ رب العزت نے فرمایا: اے آدم! توبہ تو قبول کرلوں گا، معاف بھی کردوں گا مگر یہ بتا تمہیں میرے اس محبوب ﷺ کی خبر کیسے ہوئی؟ تو آدم علیہ السلام نے عرض کیا باری تعالیٰ! جب تو نے مجھے پیدا کیا اور جنت میں رکھا تو میں نے اپنا سر اٹھا کر جنت کو دیکھا تو میں نے عرش کے ہر پائے پر اور جنت کے ہر درخت ہر ہر پتے اور محلات پر اور جنت کے ہر دروازے پر یہ لکھا دیکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں اس دن سمجھ گیا تھا یہ کوئی خدا کا بڑا ہی محبوب ہے کہ جنت کے ایک ایک پتے پر جس کا نام ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ جوڑ کر لکھ رکھا ہے۔ سو میں نے اس دن جان لیا تھا اور آج وہ جاننا میرے کام آگیا۔ اس کا واسطہ دے کر تجھ سے معافی مانگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کے وسیلے سے معافی عطا فرمادی۔

یہ آدم علیہ السلام کا حضور ﷺ سے تعلق ہے ایک نسبت ہے اور پھر حضرت حوا علیہا السلام جب پیدا ہوئیں تو اللہ نے چاہا کہ آدم و حوا کے درمیان نسبت زوجیت قائم کردی جائے۔ حضرت حوا کو آدم علیہ السلام کی بیوی بنادیا جائے تو فرمایا تمہارا آپس میں نکاح کرتے ہیں۔ نکاح ہوا تو آدم علیہ السلام نے عرض کیا باری تعالیٰ نکاح کے وقت حوا کو میں مہر کیا ادا کروں؟ اللہ پاک نے فرمایا: تم دونوں مل کر محمد ﷺ پر 20 مرتبہ درود پڑھ لو۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے مل کر 20 مرتبہ درود پڑھا۔ اس مہر سے عقد اور نکاح ہوا اور حضور ﷺ پر درود و سلام کے نتیجے میں اس عقد سے ہم سارے پیدا ہوئے۔ یہ ساری کائنات حضور ﷺ پر درود و سلام کے مہر کی اولاد ہے۔ سب نبی ولی سب انسان اولاد ہیں اس نکاح کی جو حضور ﷺ پر درود و سلام سے منعقد ہوا۔ اگر ہم اولاد ہی درود و سلام والے نکاح کی ہوں تو اس درود و سلام سے دوری ہمیں

زیب نہیں دیتی۔ یہ آدم علیہ السلام کا نبی کریم ﷺ سے تعلق ہے۔ سمجھانا مقصود یہ ہے جن کے توسل سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو۔ان کی پیدائش کا دن افضل الایام اور یوم العید ہو جائے اور جس دن نبی کریم ﷺ کی ولادت ہو۔اس دن کی عظمت اور افضیلت کا عالم کیا ہو گا۔ اس لیے کل جمعوں اور کل افضل دنوں کی فضیلتیں یومِ میلادِ مصطفی ﷺ کی فضیلت پر قربان ہو جاتی ہیں۔ آپ اس میلاد پاک کی خوشیاں منا رہے ہیں۔اس میلاد کے جشن منا رہے ہیں۔ جمعہ چونکہ پیدائش آدم علیہ السلام کا دن ہے۔اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرو۔(القول البدیع، ج1 ص158، 159، چشتی)

پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی ہے اور درود و سلام مجھ پر کثرت سے پڑھا کرو۔اس لیے جب مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھو گے۔اس سے میرا سینہ ٹھنڈا ہو گا بلکہ یہ ٹھنڈک آدم علیہ السلام تک جائے گی۔ جن کا نکاح درود و سلام سے منعقد ہوا۔ گویا کل نبیوں کے سینے ٹھنڈے ہو جائیں گے۔اب جمعہ کی الگ سے کوئی فضیلت نہ تھی۔اس کی فضیلت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی نسبت سے بنی باقی فضیلتیں اس نسبت سے بعد میں Add ہوئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے اس دن کو اللہ پاک جشن منوا رہا ہے۔اس دن منبر سجا دیے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن ہو تو نہایا کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کے میلاد کا دن ہے۔ جس کے پاس خوشبو ہے وہ خوشبو لگایا کرے اور سج دھج کے مسجدوں میں اس طرح آیا کرو۔ پھر مسجد میں اجتماع ہو، منبر پر کھڑے ہو کر خطبے ہوں۔ سب کاروبار، معاش اور روزگار بند کر دیے جائیں ساری کائنات میں اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر کی ولادت کا اہتمام کروایا ہے۔اس دن کے بارے میں فرمایا کہ اس دن بطور خاص جو مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے۔اس کا درود و سلام براہِ راست مجھ تک پہنچتا ہے۔

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ پھر درود و سلام پہنچانے کے لیے فرشتہ کیوں مقرر کر رکھا

ہے ؟وہ فرشتہ اس لیے مقرر نہیں کرر کھا کہ حضور تک پہنچتا نہیں ہے اور صرف اسی کے ذریعے پہنچ سکتا ہے نہیں بلکہ پہنچتا تو یہ براہِ راست ہے مگر بارگاہِ رسالت ﷺ کا ادب ہے کہ کوئی ادب کے ساتھ پیش کرے۔ یہ اسی طرح مقرر کرر کھا ہے۔ جس طرح رب تعالیٰ نے اپنے لیے دو فرشتے مقرر کرر کھے ہیں۔ جیسے آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ براہِ راست دیکھتا ہے مگر براہِ راست دیکھنے کے باوجود دو فرشتے مقرر کرر کھے ہیں جو نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کو پہنچاتے ہیں اور پیش کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بارگاہ جب بڑی ہوتی ہے تو اس کے آداب دربار یہ ہوتے ہیں کہ ہر کارے پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ساری کائنات کے درود و سلام آپ ﷺ خود سنتے ہیں۔ مگر ادبِ مصطفیٰ ﷺ یہ ہے خدام پیش کریں۔ اللہ نے جو قانون اپنے محبوب ﷺ کے لیے بنار کھا ہے۔ وہی قانون اپنے لیے بنار کھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی نامہ اعمال فرشتے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پیش کرنے کے لیے دو فرشتے ہیں۔ حضور ﷺ کو پیش کرنے کے لیے ایک ہے۔ اب کیا کہیں گے اگر وہ دو فرشتوں کے پہنچانے کے باوجود وہ دیکھتا ہے تو اسی طرح ایک کے فرشتے کے پہنچانے کے باوجود مصطفیٰ ﷺ سنتے ہیں۔ ان فرشتوں کے مقرر کرنے کا مطلب سننے نہ سننے سے نہیں بلکہ اس کا تعلق آدابِ بارگاہ سے ہے کہ کوئی ادب سے پیش کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرق سے مغرب تک اس کائنات میں کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھے اور میں اس کا جواب نہ دوں۔ فرمایا: جو شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے۔ (الارد اللہ علی روحی) اللہ نے میری روح مجھ میں واپس لوٹادی ہوئی ہے (حتی ارد علیہ السلام) حتی کہ میں اس کے سلام کا خود جواب دیتا ہوں۔ حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اب کوئی سن لیتے ہیں کوئی نہیں سنتے ہیں۔ (سنن ابوداؤد، ج2 ص175 حدیث 2041، چشتی)

حضرت عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں 17 مرتبہ حاضر ہوئے اور آخری بار جب سلام عرض کر کے پلٹے تو اندر سے آواز آتی تھی خوش روی جامی باز آید خوش رہنا

اور اگلی بار پھر آنا۔ جب سترھویں بار حاضری دی سلام عرض کیا: جواب آیا جامی خوش رہنا حضرت جامی رو پڑے۔ خدام نے عرض کیا: حضرت رو کیوں رہے ہیں، کہنے لگے: یہ میری آخری حاضری تھی کیونکہ جب میں نے اگلی بار آنا ہوتا تھا۔ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ پھر آنا اب صرف خوش رہنا کی دعا کی ہے۔ پلٹ کے آنا نہیں فرمایا پھر حضرت جامی گئے اور بعد میں وفات پا گئے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو آج بھی ہیں اور قیامت تک ہوں گے کہ وہ نماز میں تشہد کے وقت جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے اور کہتے (السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) تو اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! سلام عرض کر کے اس وقت تک اگلا کلمہ نہیں پڑھتے تھے جب تک نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے جواب نہیں آتا تھا۔ یہ تو تعلق کی بات ہے۔ اگر ہم نہ سن سکیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جواب نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کا ذکر کیا۔ میلاد کہتے ہیں ولادت کو اور جس دن نبی کی ولادت ہوئی وہ یوم میلاد ہے۔ سورہ مریم کو پڑھیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: اور یحییٰ پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ (سورہ مریم، 15:19)

مذکورہ آیت کریمہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہا السلام کی ساری زندگی میں سے تین خاص دنوں کو سلامتی کے لیے چن لیا۔ کیا ان تین دنوں کے علاوہ اللہ رب العزت اپنے نبی کی زندگی میں سلامتی نہیں بھیجتا۔ وہ تو ہر روز بھیجتا ہے پھر جب پیغمبر کی زندگی کے ہر دن وہ سلامتی، رحمت اور اپنی برکت بھیجتا ہے۔ تو پھر ان تین دنوں کے انتخاب کا کیا مطلب ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ رب العزت نے اعلان کر دیا ہے۔ یوں تو پیغمبر کی زندگی کا ہر دن میری سلامتی کا دن ہے۔ مگر ان سب دنوں میں خصوصیت کا دن ہے جس دن میرے پیغمبر کا میلاد ہوا۔

اگر بعض لوگوں کے ذہن میں خیال آئے۔ ولادت کا دن آپ کیوں مناتے ہیں؟ کیونکہ

Birthdayتو انگریزوں نے بنا رکھا ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی اہمیت اسلام میں نہیں ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں نادانی اور کم علمی کے باعث یہ خیال آئے تو اسے دور کر لینا چاہیے کیونکہ پیدائش کے دن کی اہمیت تو اللہ عزوجل نے مقرر کی ہے۔ جیسے مذکورہ آیت میں فرمایا گیا: سلام ہو امیرا اس دن جس دن (یحییٰ علیہ السلام) کا میلاد ہوا۔

پھر کوئی یہ کہے کہ چلو میلاد تو ثابت ہوا پھر آپ وفات کا دن بھی مناتے ہو؟ اس کا بھی جواب یہ ہے کہ ہم کیا کریں اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت بھی قرآن میں مقرر کر دی ہے۔ جیسے فرمایا: (اور اس دن بھی سلام ہو جس دن ان کی وفات ہوئی)۔ گویا اللہ والوں کے لیے دو دن خاص ہو گئے۔ ایک میلاد کا دن ایک وفات کا دن۔ اب اسی سورہ مریم میں آگے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے کلام ہیں۔ آپ خود باری تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

ترجمہ: اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن، اور میری وفات کے دن، اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ (سورہ مریم، 19:33)

فرمایا: سلام ہو مجھ پر جس دن میرا میلاد ہوا۔ اللہ نے فرمایا سلام ہو یحییٰ پر جس دن اس کا میلاد ہوا گویا پیغمبر کے میلاد کے دن سلام پڑھنا، اللہ عزوجل کی سنت ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سلام بھیج رہا ہے۔ (سلام علیہ یوم ولد) اور پھر اگلی آیت میں پیغمبر کے یوم میلاد پر سلام پڑھنا پیغمبر کی اپنی سنت بھی ہوئی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں فرمایا: سلام ہو مجھ پر جس دن میرا میلاد ہوا۔ گویا میلاد کے دن نبیوں پر سلام پڑھنا خدا کی بھی سنت ہے۔ انبیاء کی بھی سنت ہے جب دوسرے نبیوں کی بات تھی تو ان کے میلاد اور ولادت کا ذکر اللہ رب العزت نے صرف سلام سے کیا اور جب میلاد کے دن کی اپنے حبیب ﷺ کی بات آئی تو فرمایا: ان کی ولادت کے دن الصلوۃ والسلام پڑھتا ہوں۔ اپنے محبوب کی زندگی کا ہر دن یوم ولادت بنا دیا۔ یہ فرما کر کہ:

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

(سورہ الاحزاب، 56:33)

کیونکہ محبوب کا ہر دن یومِ میلاد ہے۔ باری تعالیٰ نے دیگر انبیاء پر ان کی ولادت کے دن سلام پڑھا تھا جبکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولادت کے دن کی قسم اٹھاتا ہے۔ فرمایا: ترجمہ: میں اس شہر (مکہ) کی قَسم اٹھاتا ہوں۔ اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے) والد (آدم یا ابراہیم) کی قَسم اور (ان کی) قَسم جن کی ولادت ہوئی۔ (سورہ البلد، 90:1-3)

میلاد کے سلسلے میں یہ تیسری آیت جس میں فرمایا: میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں۔ باری تعالیٰ کیوں؟ اس لیے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شہر مکہ کی قسم اس لیے اٹھاتا ہوں کہ آپ کی جائے سکونت ہے۔ اس لیے تو قسم اٹھاتا ہوں۔ دوسرا فرمایا: کہ تیرا شہر سکونت ہی نہیں یہ تیرا شہر ولادت بھی ہے۔ لہٰذا اس مکہ شہر کی قسم اٹھاتا ہوں۔ دو نسبتوں سے تیرا شہر سکونت ہے اور تیرا شہر ولادت ہے۔ شہر سکونت کی قسم اٹھا کر اگلی آیت میں اپنے حبیب کے نسب کی بھی قسم اٹھائی گئی اور فرمایا کہ دیگر انبیاء کی قسم اٹھائی جو اپنی کی ذات تک محدود تھی مگر اے حبیب قسم ہے ہر اس ولد کی جو آدم علیہ السلام سے اسماعیل تک تیرے آباؤ اجداد کی نسل میں آیا۔ جس جس کی پشت میں تیرا نور منتقل ہوتا چلا گیا اور تیرے آباؤ اجداد میں جس جس کو بھی تیرے ساتھ نسبت اور ولدیت عطا ہوئی۔ محبوب تیرے ساتھ اس نسبت رکھنے پر تیرے ہر والد کی قسم۔ کسی نے کہا ولد سے مراد حضرت ابراہیم ہیں۔ فقیر نے کہا کوئی اعتراض نہیں کسی نے کہا اس سے مراد حضرت آدم ہیں فقیر نے کہا اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ کوئی کہتا ہے اس سے مراد حضرت اسماعیل ہیں۔ فقیر چشتی کہتا ہے اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ کوئی کہتا ہے حضرت عبداللہ ہیں فقیر کہتا ہے اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو تنوین کے ساتھ فرمایا وولد یہ تنوین دو فائدے دے رہی ہے۔ تکریم کا بھی اور عموم بھی کہ محبوب تیرے آباؤ اجداد کا ہر فرد لائق تعظیم ہے۔ یہ تنوین دوسرا افائدہ عموم کا دے رہی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

حضرت آدم علیہ السلام تک سب کی قسم! یعنی میرے محبوب کے والد کی قسم۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ وہ والد کسی اور کا نہیں وہ والد تو میرے محبوب کا ہی ہے۔ خواہ حقیقی والد کر لیں خواہ دادا کر لیں خواہ پر دادا کر لیں خواہ شکر دادا کر لیں 40 پشت اوپر کر لیں یا 70 پشت اوپر کر لیں پھر بھی کسی اور کے والد کی قسم نہیں، قسم ہے تو والدِ مصطفی ﷺ کی ہے۔ کوئی اگر یہ کہے کہ اس میں حضور ﷺ کے والد کا کہاں ذکر ہے؟ تو فقیر کہتا ہے کہ اچھا چلو آپ بتا دیں پھر حضور ﷺ کے والد کی نہیں تو کس کے والد کی قسم اٹھائی جا رہی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ عام لوگوں کے والدوں کی قسم اٹھاتا پھرتا ہے۔ وہ تو اپنے مکہ شہر کی بھی اپنے کعبہ کی وجہ سے قسم نہیں اٹھاتا۔ اس نے کہا کہ میں شہر مکہ کی قسم اس لیے نہیں اٹھائی کہ میرا گھر ہے بلکہ مصطفی ﷺ کے گھر کی وجہ سے اٹھائی ہے۔ فرمایا: حبیب ﷺ اس مکہ شہر میں دو گھر ہیں۔ حرم آؤ تو میرا گھر ہے اور سارا جہاں میرے گھر کے طواف کے لیے آتا ہے۔ جبکہ صحنِ کعبہ سے نکل کر سوق الیل میں آمنہ رضی اللہ عنہا کی گلی میں چلے جاؤ وہاں تیرا گھر ہے۔ میرے محبوب ﷺ میں نے مکہ کی قسم اٹھائی ہے۔ گھر میرا بھی یہیں تھا مگر اپنے گھر کی وجہ سے نہیں بلکہ (وانت حل بھذا البلد) بلکہ اس لیے کہ تیرا گھر اس شہر میں ہے۔ اب وہ شہر کی قسم تو اٹھا رہا ہے مصطفی ﷺ کے گھر کی وجہ سے تو یہاں کس کے والد کی قسم اٹھا رہا ہے۔ اب (نعوذ باللہ) اللہ کا اپنا والد تو ہے نہیں کیونکہ (لم یلد ولم یولد)۔ (الاخلاص، 3:112) (نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ پیدا کیا گیا ہے)۔ نہ اس کا والد ہے نہ اس کی اولاد ہے ۔ نہ باپ نہ بیٹا لہٰذا اگر کوئی انکار کرے کہ یہاں حضور ﷺ مراد نہیں ہیں تو پھر اس سے پوچھ لو کہ کس کے والد کی قسم ہے کیونکہ اگر قسم ہوتی سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تو سیدھا نام لے لیا جاتا کہ قسم ہے اسماعیل کی یا قسم ہے ابراہیم کی یا قسم ہے موسیٰ کی یا قسم ہے آدم کی۔ اگر ان کی قسم ان کی وجہ سے ہوتی تو ان کا نام لیتے ان کا والد کیوں کہا جاتا اور والد کوئی ہوتا کیونکر ہے جس کا کوئی بیٹا ہی نہ ہو۔ کوئی اس کو والد کہتا ہے؟ والد کون بناتا ہے۔ جیسے ماں باپ کی طرف سے بیٹا بنا۔ بیوی کی

نسبت سے شوہر بنا۔ بہنوں کی نسبت سے بھائی بنا۔ پھوپھی کی وجہ سے بھتیجا کہلایا۔ خالہ کی نسبت سے بھانجا کہلایا۔ اسی طرح باپ بیٹے کی وجہ سے کہلایا۔ بیٹا ہوا تو والد ہوا۔ ولد ہو تو والد ہوتا ہے لہذا کسی نبی کا نام لے کر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: (ووالد) اور قسم ہے کسی والد کی۔

اب ہمیں تو عمر بھر والدِ مصطفی ﷺ کے علاوہ کوئی اور نظر نہ آیا خواہ اس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ وہ والد تو مصطفی ﷺ کے ہیں اور اس میں ایک اشارہ بھی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کر لیا۔ جوں جوں دیواریں اونچی ہونے لگیں تو ایک پتھر اٹھا کر لے آئے اور اس پتھر پر کھڑے ہو گئے تو ساتھ ساتھ پتھر بھی اونچا ہوتا چلا گیا۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام ساتھ ساتھ تعمیر کا سامان مہیا کرتے رہے جب کعبہ تعمیر ہو گیا تو جس پتھر پر کھڑے تھے وہاں آپ کے دونوں قدم اس کے سینے پر ثبت ہو گئے اور نقش ہو گئے۔ اب اسی پتھر پر کھڑے تھے کعبہ کی تعمیر مکمل کر لی تھی تو بارگاہ الٰہی سے عرض کیا:

ترجمہ: کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے، بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ (سورہ البقرۃ، 127:2)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے)۔ (سورہ البقرۃ، 127:2)

ہم نے دیواریں کھڑی کر لی ہیں لہٰذا ہماری محنت اور مزدوری قبول فرما۔ اور تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتے بس ایک ہی اجرت مانگتے ہیں اور اس مزدوری میں وہ عطا کر دے۔ پتھر پر کھڑے دعا کر رہے ہیں۔ فرمایا: ابراہیم کیا مانگتے ہو۔ عرض کی: ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا۔ (البقرۃ، 128:2)

باری تعالٰی جو امت مسلمہ آنی ہے وہ ہماری نسل سے پیدا کر۔ باری تعالٰی نے فرمایا ٹھیک ہے۔

اصل چاہتے کیا ہو؟ پھر عرض کی: ترجمہ: اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (البقرة، 2:129)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی باری تعالیٰ تو اس کعبہ کی تعمیر پر کوئی اجرت یا مزدوری اگر دینا چاہتا ہے تو یہ مزدوری دے دے کہ مجھے اس محمد (ﷺ) کا باپ بنا دے اور میری نسل اور ذریت سے اس نبی آخر الزماں کو پیدا کر دے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کر کے حضور ﷺ کا والد ہونا اجرت میں مانگا کہ مجھے محمد ﷺ کا والد کر دے۔ (فقیر کو تو یہ لگتا ہے اور یہ بات کسی کی سمجھ میں آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ کسی نے ان دو نکتوں کو جوڑ کر لکھا ہو یا نہ لکھا ہو مگر فقیر چشتی کے فہم و ادراک اور معرفت میں یہی نقش ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ باری تعالیٰ تیرے کعبے کی مزدوری کی اگر کوئی اجرت بنتی ہے تو یہ دے دے کہ محمد ﷺ کا والد کر دے اور میری نسل میں محمد ﷺ کو پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں حضور ﷺ آ گئے۔ جب پیدا ہو گئے تو یہ اس دعا کا جواب ہے کہ (ووالد وما ولد) قسم ہے اس والد کی جو دعا مانگ کر مصطفی ﷺ کا والد بنا جو میرا کعبہ تعمیر کر کے اس تعمیر کعبہ پر اجرت مانگ کر مصطفی ﷺ کا والد بنا تھا۔ لہذا والد کی قسم ولد کی وجہ سے ہی ہے ولد کہتے ہیں جس کا میلاد ہوا۔ فرمایا اس والد کی قسم جس نے مزدوری میں والد ہونا مانگا اور اس محمد (ﷺ) کی قسم جس کا میلاد ہوا اور اس نے ابراہیم علیہ السلام کو والد بنا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نسبت سے والد کی قسم اٹھائی گئی۔ آپ نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے میلادِ پاک کا تذکرہ اللہ رب العزت نے کتنے حُسین پیرائے میں کیا۔

خالصتاً دینی چیز ہے۔ یہ کیا ڈھکوسلا ہے؟ دینی اور غیر دینی؟ جب قربانی کی کھالیں اکٹھی کرنی ہوتی

ہیں تو پمفلٹ پر لکھتے ہو۔ میرا سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔ میرا جینا، میرا مرنا، سونا جاگنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔ اور جب مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہوتا ہے تو دینی اور غیر دینی الگ الگ کر دیتے ہو

ارشاد باری تعالی ہے: ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا۔

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

مسلمان کا ہر عمل دین میں داخل ہے۔

غالباً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ آپ نے کسی کافر کو فرمایا کہ مسلمان کو اس کے ہر عمل پر ثواب ملتا ہے۔ چاہے استنجاء کرے، چاہے بیوی سے صحبت کرے۔ اچھی نیت کے ساتھ اور سنّت پر عمل کرنے کے لیے کرے گا تو اس پر ثواب دیا جائے گا۔ اور بروز قیامت مسلمان اپنے ہر عمل کا جواب دہ ہے۔ پاکستان کا جشن آزادی منانا کیا کوئی عمل نہیں؟ اگر کوئی عمل نہیں تو لہو و لعب میں شمار ہو گا۔ اگر عمل ہے پھر یا اچھا ہو گا یا برا۔ اگر برا ہے تو سزا دیا جائے گا اور اگر اچھا ہے تو جزا دیا جائے گا۔ یہ اچھا عمل دین میں داخل نہیں؟ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کا عمل دین میں داخل نہیں؟ تو اگر کوئی فوجی ملک پاکستان کے لیے سرحد پر اپنی جان قربان کرتا ہے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا؟ تمہارے نزدیک ثواب اسی خودکش بمبار کو ملے گا جو جشنِ میلاد کے جلوس میں بمب باندھ کر خود کو اڑا لے؟ اور پچاس ساٹھ مسلمانوں کو شہید کر دے۔ اور اسے ملے گا جو محرم کے جلوس میں بمب باندھ کر اپنے آپ کو اڑا لیتا ہے؟ اور وہ تمہارے عقیدے کا ہے اس لیے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ حوریں خدمت کے لیے آجاتی ہیں۔ میلاد النبی ﷺ منانے کے لیے ہر وہ کام سرانجام دینا شرعی طور پر جائز ہے جو خوشی و مسرت کے اظہار کے لیے درست اور رائج الوقت ہو۔ میلاد کی روح پرور تقریبات کے سلسلے میں انتظام

وانصرام کرنا، درود وسلام سے مہکی فضاؤں میں جلوس نکالنا، محافلِ میلاد کا انعقاد کرنا، نعت یا خطاب وبیان کی صورت میں آقا ﷺ کی شانِ اقدس بیان کرنا اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کے چرچے کرنا سب قابل تحسین، قابل قبول اور پسندیدہ اعمال ہیں۔ ایسی مستحسن اور مبارک محافل کو حرام قرار دینا حقائق سے لاعلمی، ضد اور ہٹ دھرمی کے سواء کچھ نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے میلاد منایا اور میلادُ النبی پر لکھی جانے والی کتابیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی حضور پر نور ﷺ کا میلاد منایا اور سرور کونین ﷺ کے سامنے منعقد کیا۔ میرے رسول ﷺ نے منع کرنے کے بجائے خوشی کا اظہار فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا میلاد بیان کرنے پر حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: غزوہ تبوک سے جب سب لوگ واپس آئے تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی تعریف کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بیان کرو اللہ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچائے۔ اس پر انہوں نے آپ ﷺ کی پیدائش کا حال بیان کیا۔

(دلائل النبوہ، ج 5 ص 47، 48)

آپ غور نہیں فرماتے کیا کہ یہاں حضور ﷺ نے فرمایا بیان کرو۔ حکم ہوا اور دعا فرمائی کہ منہ کو ہر آفت سے بچائے۔ اور اللہ عزوجل نے دعا قبول فرما کر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی زبان پر ذکرِ خیر جاری فرمایا میلاد یعنی پیدائش/ولادت کے بیان کو جاری فرمادیا۔ تو مقصد بیان کرنے والے کون ہیں؟ صحابی ہوئے یا تابعی؟ اور جیسا کہ فقیر سابقہ مضامین میں عرض کر چکا کہ ہمارے میلاد منانے میں وہی طریقہ رائج ہے بس فرق آپ نہیں دیکھ پا رہے کیوں کہ اس دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت ہے جھرمٹ کی طرح جمع رہا کرتے جیسے ہم آج صرف 12 ربیع الاول اور جمعہ و نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں اور ہر وقت درود وسلام و تعریف کیا کرتے تھے۔ ولادت کے دن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوموار شریف کا روزہ رکھ کر اضافی عمل

پیش کیا وگرنہ روزانہ کی طرح حمد و ثناء، تعریف، درود و سلام 12 ربیع الاول کو بھی جاری رہا کرتیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے میلاد کا ذکر میرے پاس ہوا۔ (المعجم الکبیر، مترجم اردو ج 1 ص 96، چشتی)۔

معلوم ہوا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم میلاد کی محافل سجایا کرتے تھے اور ذکرِ میلاد النبی ﷺ کرتے تھے۔

جلیل القدر صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں قصیدہ پڑھ کر جشن ولادت منایا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ خود حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر رکھا کرتے تھے تاکہ وہ اس پر کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں۔ نبی کریم ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ حسان کی مدد فرمائے۔ (صحیح بخاری، ج 1 ص 65، چشتی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ وہ اپنی اولاد کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے واقعات سکھلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آج کا دن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے رحمت کا دروازہ کھول دیا اور سب فرشتے تم لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہیں جو شخص تمہاری طرح واقعہ میلاد بیان کرے اس کو نجات ملے گی۔

(التنویر فی مولد سراج المنیر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا میلاد بیان کرنے پر حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: ⬇

غزوہ تبوک سے جب سب لوگ واپس آئے تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم

ﷺ سے عرض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی تعریف کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیان کرو اللہ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچائے۔ اس پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا حال بیان کیا۔ (دلائل النبوہ، ج5 ص47، 48، چشتی)

کسی کام کے ناجائز ہونے کا دارو مدار اس بات پر نہیں کہ یہ کام نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا، بلکہ مدار اس بات پر ہے کہ اس کام سے اللہ عزو جل اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر منع فرمایا ہے، تو وہ کام ناجائز ہے اور منع نہیں فرمایا، تو جائز ہے، کیونکہ فقہ کا یہ قاعدہ بھی ہے کہ (الاصل فی الاشیاء الاباحۃ) ترجمہ: تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔ یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کر دے، تو وہ منع ہے، یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہو گی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآنِ پاک اور احادیثِ صحیحہ و اقوالِ فقہاء سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (101)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے۔ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 101)

صدر الافاضل حضرت سیّد مفتی محمد نعیم الدّین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس اَمر کی شَرع میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا، حرام وہ ہے جس کو اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف ہے تو کلفت میں نہ پڑو۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص224)

حدیثِ پاک میں ہے: ترجمہ: حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس پر خاموشی فرمائی وہ معاف ہے۔ (سنن ترمذی، ج3 ص280 حدیث1732)

چونکہ محافلِ دینیہ منعقد کرکے عیدِ میلاد منانے کی ممانعت قرآن وحدیث، اقوالِ فقہاء نیز شریعت میں کہیں بھی وارد نہیں، لہٰذا جشنِ ولادت منانا بھی جائز ہے اور صدیوں سے علماء نے اسے جائز اور مستحسن قرار دیا ہے۔

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ربیعُ الاوّل چونکہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا مہینہ ہے لہٰذا اس میں تمام اہلِ اسلام ہمیشہ سے میلاد کی خوشی میں محافل کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کی راتوں میں صدقات اور اچّھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں۔ خصوصاً ان محافل میں نبی کریم ﷺ کی میلاد کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرتے ہیں۔ محفلِ میلاد کی یہ برکت مجرّب ہے کہ اس کی وجہ سے یہ سال امن کے ساتھ گزرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر اپنا فضل واحسان کرے جس نے آپ کے میلاد مبارک کو عید بنا کر ایسے شخص پر شدّت کی جس کے دل میں مرض ہے۔ (المواھب اللدنیہ، 27/1)

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محفل میلاد کا انعقاد تمام عالمِ اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ اس کی راتوں میں صدقہ خوشی کا اظہار اور اس موقع پر خُصوصاً نبی کریم ﷺ کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ مسلمانوں کا خُصوصی معمول ہے۔ (ماثبت بالسنہ، ص102)

امام جمالُ الدّین الکتانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن نہایت ہی معظّم، مقدّس اور محترم ومبارک ہے۔ نبی کریم ﷺ کا وجود پاک اتّباع کرنے والے کے لیے ذریعۂ نجات ہے جس نے بھی نبی کریم ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اس نے اپنے آپ کو جہنّم سے

محفوظ کر لیا۔ لہٰذا ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا اور حسبِ توفیق خرچ کرنا نہایت مناسب ہے۔
(سبل الھدیٰ والرشاد، ج 1 ص 364، چشتی)

اور یہ کہنا کہ (ہر نیا کام گمراہی ہے) دُرست نہیں، کیونکہ بدعت کی ابتدائی طور پر دو قسمیں ہیں: بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیّئہ۔ بدعتِ حسنہ وہ نیا کام ہے، جو کسی سنّت کے خلاف نہ ہو جیسے مؤلد شریف کے موقع پر محافلِ میلاد، جلوس، سالانہ قراءت کی محافل کے پروگرام، ختم بخاری کی محافل وغیرہ۔ بدعتِ سیّئہ وہ ہے جو کسی سنّت کے خلاف یا سنّت کو مٹانے والی ہو جیسے غیرِ عربی میں خُطبۂ جُمعہ و عیدین۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا بدعت کہلاتا ہے پھر اس میں سے جو کچھ اصول کے موافق اور قواعد سنّت کے مطابق ہو اور کتاب و سنّت پر قیاس کیا گیا ہو بدعتِ حسنہ کہلاتا ہے اور جو ان اصول و قواعد کے خلاف ہو اسے بدعتِ ضلالت کہتے ہیں۔ اور کل بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ اس دوسری قسم کے ساتھ خاص ہے۔ (اشعۃ اللمعات مترجم، ج 1 ص 422)

بلکہ حدیث پاک میں نئی اور اچّھی چیز ایجاد کرنے والے کو تو ثواب کی بشارت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے: ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے تو اس پر اسے ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے تمام کے برابر اس جاری کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو گی۔ اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے تو اس پر اسے گناہ ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اس جاری کرنے والے کو بھی گناہ ملے گا اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہو گی۔
(صحیح مسلم، ص 394 حدیث نمبر 1017)

جشنِ ولادت منانا بھی ایک اچّھا کام ہے، جو کسی سنّت کے خلاف نہیں، بلکہ عین قرآن و سنّت کے

ضابطوں کے مطابِق ہے۔رب تعالیٰ کی نعمت پر خوشی کا حکم خود قرآنِ پاک نے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: تم فرماؤاللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں (سورہ یونس،آیت نمبر58)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(سورہ والضحیٰ:11)

خود نبی کریم ﷺ اپنا یومِ میلاد روزہ رکھ کر مناتے۔ ترجمہ: حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا تھا اور اسی دن قرآن کا نزول ہوا۔

(صحیح مسلم عربی، حدیث نمبر1162 صفحہ نمبر392 مکتبہ دار الغد الجدید قاہرہ مصر، چشتی)

(صحیح مسلم شریف مترجم اردو، ج2 صفحہ نمبر517 مطبوعہ دار العلم ممبئی انڈیا)

(مسلم ص455 حدیث نمبر2750)

اس حدیث شریف سے چند باتیں معلوم ہوئیں: ↓

(1) پیر کے دن کا روزہ اس لیے سنت ہے کہ یہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن ہے۔

(2) حضور ﷺ نے پیر کے دن کے روزہ کا اہتمام فرما کر خود اپنی ولادت کی یاد منائی اور اللہ کا شکر بجالایا۔

(3) امت کے لیے یوم ولادت کی اہمیت وفضیلت ظاہر فرمائی۔

(4) دن مقرر کر کے یاد منانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

(5) ولادت کی خوشی اور شکرانے میں عبادت کرنا سنت ہے۔ مگر افسوس اس صاف اور صریح حدیث کے باوجود کچھ لوگ اس کے منکر ہیں۔اور طرح طرح کی بے جا حیلے اور بہانے بنا کر اس سے خود بھی باز رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی منع کرتے ہیں اور اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ اس کو ناجائز وحرام اور بدعت سیئہ کہتے ہیں۔(نعوذ باللہ من ذالک)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یارسول اللہ ﷺ آپ کو شرف نبوت سے کب نوازا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم علیہ السلام ابھی تخلیق اور روح کے مرحلے میں تھے۔

(دلائل النبوۃ، جواہر البحار، مواہب الدنیہ)

نبی کریم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مختلف موضوعات پر خطبات اِرشاد فرماتے۔ اور کبھی کبھی اپنے نسب مبارک اور ولادت مبارک کے بارے میں بھی اِرشاد فرماتے۔ میں اس زمرے میں چند احادیث مبارکہ پیشِ خدمت ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں اپنی ولادت باسعادت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے مروی ہے: ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، (اس وقت ان کی کیفیت ایسی تھی) گویا انہوں نے (نبی کریم ﷺ کے متعلق کفار سے) کچھ (نازیبا الفاظ) سن رکھے تھے (اور حضور نبی اکرم ﷺ کو بتانا چاہتے تھے)۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات حضور ﷺ کو بتائے یا آپ ﷺ علم نبوت سے جان گئے) تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں عبداللہ کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ (انسان) کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس گروہوں (عرب و عجم) میں تقسیم کیا اور ان میں سے بہترین گروہ (عرب) میں مجھے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب (بنو ہاشم) میں پیدا کیا۔

(ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات ج 5 ص 543 رقم: 3532، چشتی)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ترجمہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب و نسب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی مثال کھجور کے اس درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی بہترین جماعت میں رکھا اور ان کے بہترین گروہ میں رکھا اور دونوں گروہوں میں سے بہترین گروہ میں بنایا، پھر قبائل کو منتخب فرمایا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اُس نے گھرانے منتخب فرمائے تو مجھے اُن میں سے بہتر گھرانے میں رکھا، میں اُن میں سے بہترین فرد اور بہترین خاندان والا ہوں۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ 5:584، رقم: 3607، چشتی)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: بے شک رب کائنات نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا، اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو، اور اولاد کنانہ میں سے قریش کو، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرف انتخاب سے نوازا اور پسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے اصطفی کا لفظ اس لیے بیان کیا کہ صاحب نسب، مصطفی ﷺ (چنے ہوئے) ہیں۔ اسی طرح کی بیشمار احادیث مبارکہ اور بھی موجود ہیں۔ جن میں حضور ﷺ نے اپنی ولادت مبارکہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ 5:583، رقم: 3605)

خلاصہ کلام: شریعت کے دائرہ میں رہ کر خوشی منانا، مختلف جائز طریقوں سے اِظہارِ مسرّت کرنا اور محافلِ میلاد کا انعقاد کرکے ذکرِ مصطفےٰ ﷺ کرتے ہوئے ان پر مسرت و مبارک لمحات کو یاد کرنا، جو نبی کریم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کا وقت ہے، بہت بڑی سعادت مندی کی بات ہے۔

اب مندرجہ ذیل(116)ائمہ وشیوخ کی(125)سے زائد تالیفات وشروحات کاذکر ہے جن سے معترضین کا جھوٹ اور عقل کی مکاری ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان 116 کتابوں میں صحاستہ کا بھی ذکر ہے۔یہ کتب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد ناموں اور واقعاتِ ولادت کے قصص پر مشتمل ہیں۔جب کہ اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے واقعات اور جشنِ میلاد کی کیفیت کی حامل تالیفات و مولود ناموں کی تعداد اِس سے کہیں زیادہ ہے،اور ایسی کتب اُردو،پنجابی، سندھی،بلوچی،پشتو،سرائیکی،ہندی،فارسی،انگریزی الغرض دنیا کی ہر اُس زبان میں پائی جاتی ہیں جو مومنین بولتے ہیں۔

میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی جانے والی گراں قدر تصانیف: ↓

قرونِ اُولیٰ سے لے کر آج تک ائمہ و محدّثین اور علماء و شیوخ نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر قلم اٹھایا اور نظم و نثر میں ہزاروں کی تعداد میں گراں قدر کتب تصنیف کیں۔ان میں سے بعض مختصر اور بعض ضخیم ہیں۔اکثر ائمہ و محدّثین اور اکابر علماء نے اَحادیث،سیرت و فضائل اور تاریخ کی کتب میں میلاد شریف کے موضوع پر باقاعدہ اَبواب باندھے ہیں۔مثلاً اِمام ترمذی(210۔279ھ)نے الجامع الصحیح میں کتاب المناقب کا دوسرا باب ہی(ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)قائم کیا ہے۔

ابن اِسحاق(85۔151ھ)نے السیرۃ النبویۃ میں۔

ابن ہشام(م 213ھ)نے السیرۃ النبویۃ میں۔

ابن سعد(168۔230ھ)نے الطبقات الکبری میں۔

ابو نعیم(336۔430ھ)نے دلائل النبوۃ میں۔

بیہقی(384۔458ھ)نے دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ میں۔

ابو سعد خرکوشی نیشاپوری(م 406ھ)نے کتاب شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔

ابن اثیر (555۔630ھ) نے الکامل فی التاریخ میں۔

طبری (224۔310ھ) نے تاریخ الامم والملوک میں۔

ابن کثیر (701۔774ھ) نے البدایۃ والنھایۃ میں۔

ابن عساکر (499۔571ھ) نے تاریخ دمشق الکبیر میں۔

الغرض تمام اَجل ائمہ و علماء نے اپنی اپنی کتب میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔

نیز

اِمام محمد بن یوسف صالحہ شامی (م 942ھ) نے (سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ) میں بہت تفصیل سے لکھا اور جواز میں علمی دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔

اِمام ابو عبد اللہ بن الحاج مالکی (م 737ھ) نے (المدخل الی تنمیۃ الاعمال بتحسین النیات والتنبیہ علی کثیر من البدع المحدثۃ والعوائد المنتحلۃ) میں مفصل بحث کی ہے۔

اِمام زرقانی (1055۔1122ء) نے (المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ) میں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی (958۔1052ھ، چشتی) نے (ماثبت مِن السُّنّۃ فی ایّام السَّنَۃ) میں۔

اِمام یوسف بن اسماعیل نبہانی (1265۔1350ھ) نے (حجۃ للہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ) اور (جواھر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ) میں میلاد شریف کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

ابو العباس احمد بن معد بن عیسی اقلیشی اندلسی (م 550ھ) نے الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ کے عنوان سے کتاب تالیف کی ہے۔اِس میں اُنہوں نے دس فصول قائم کی ہیں۔

باشا بغدادی، ایضاح المکنون: 451

عبد الرحمان بن علی بن محمود بن علی بن عبد اللہ بن حمادی قرشی حنبلی جن کا لقب جمال الدین ہے 510ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور 597 ہجری میں اسی شہر میں انتقال فرمایا۔ابتدائی علوم پر

صغر سنی میں ہی دسترس حاصل کر کے وعظ و تبلیغ میں لگ گئے۔ پھر حدیث میں مہارت اور پختگی حاصل کی تو حافظ اور محدّث کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے 159 سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں سے اکثر حدیث، تاریخ اور مواعظ پر مشتمل ہیں۔ انہوں نے میلاد النبی ﷺ پر دو مستقل کتب لکھیں:

1. بیان المیلاد النبوی ﷺ

2. مولد العروس

اِبن دحیہ کلبی (544-633ھ)

ابو خطاب عمر بن حسن بن علی بن محمد بن دحیہ کلبی اندلس میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حصولِ علم کے لیے شام، عراق، خراسان وغیرہ کے سفر کیے اور مصر میں قیام فرما رہے۔ آپ مشہور محدّث، معتمد مؤرّخ اور مایہ ناز ادیب تھے۔ بہت سی کتب لکھیں اور شاندار علمی ورثہ چھوڑا۔ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر آپ کی تصنیف (التنویر فی مولد البشیر النذیر) بھی ہے۔

ابو الخیر شمس الدین محمد بن عبد اللہ جزری شافعی (م 1262ء) اپنے وقت کے امام القراء اور محدّث تھے۔ مولد النبی ﷺ پر آپ کی ایک کتاب (عرف التعریف بالمولد الشریف) ہے۔

شیخ ابو بکر جزائری (م 707ھ)۔ شیخ ابو بکر محمد بن عبد للہ بن محمد بن محمد بن احمد عطار جزائری نے (المورد العذب المعین فی مولد سید الخلق اجمعین ﷺ) کے نام سے کتاب لکھی۔

اِمام کمال الدین الادفوی (85-6-748ھ)۔ اِمام کمال الدین ابو الفضل جعفر بن ثعلب بن جعفر اَدفوی نے اپنے ملک مراکش میں جشنِ میلاد کی تقریبات کے حوالے سے بہت سی تفصیلات اپنی کتاب (الطالع السعید الجامع لاسماء نجباء الصعید) میں جمع کی ہیں۔

سعید الدین الکازرونی (م 758ھ)۔ محمد بن مسعود بن محمد سعید الدین الکازرونی نے (مناسک الحجز المنتقی من سیر مولد المصطفیٰ ﷺ) کے نام سے کتاب لکھی۔

ابو سعید خلیل بن کیکلدی (694۔761ھ)۔ابو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ لاعلائی دمشقی شافعی نے (الدرۃ السنیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ) کے نام سے کتاب تالیف کی۔

امام عماد الدین بن کثیر (701۔774ھ)۔ میلاد نگاروں میں صاحبِ (تفسیر القرآن العظیم)۔ اِمام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر کا نام بھی شامل ہے۔اِمام ابن کثیر نے (ذکر مولد رسول اللہ ﷺ و رضاعہ) کے نام سے میلاد شریف کے موضوع پر کتاب لکھی ہے۔

سلیمان برسوی حنفی، سلیمان بن عوض باشا بن محمود برسوی حنفی 780ھ کے قریب فوت ہوئے آپ سلطان بایزید عثمانی کے دور میں بہت بڑے امام تھے۔اُنہوں نے (وسیلۃ النجاۃ) کے نام سے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا۔

اِمام عبد الرحیم برعی (م 803ھ)۔اِمام عبد الرحیم بن اَحمد برعی یمانی (م 1400ء) نے جشنِ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر رسالہ تالیف کیا ہے جو کہ (مولد البرعی) کے نام سے معروف ہے۔

حافظ زین الدین عراقی (725۔808ھ، چشتی)۔ حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمٰن مصری عراقی یکتائے زمانہ، نابغہ روزگار، محافظ اسلام، مرجع خلائق اور دانش وَر محقق تھے۔انہوں نے حدیث، اسناد اور ضبط روایات میں کمال رسوخ حاصل کیا۔ علم حدیث سے تھوڑا بہت شغف رکھنے والا ہر شخص ان کے علم و فضل سے بخوبی آگاہ ہے۔اس جلیل القدر امام نے جشنِ میلاد کے متعلق ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام (المورد الھنی فی المولد السنی) رکھا۔

سلیمان برسونی، حاجی خلیفہ نے [کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون (2:1910)] میں لکھا ہے کہ سلیمان برسونی 808ھ کے بعد فوت ہوئے۔اُنہوں نے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا جو کہ روم کی مجالسِ میلاد میں پڑھا جاتا ہے۔

اِمام محمد بن یعقوب فیروز آبادی (729۔817ھ، چشتی)۔اِمام ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروز آبادی ایک بہت بڑے اِمام ہو گزرے ہیں۔ آپ نے بے شمار کتب لکھیں، جن میں (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس) (الصلات والبشر فی الصلاۃ علیٰ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور لغت کی معروف کتاب (القاموس المحیط) شامل ہیں۔ آپ نے میلاد شریف پر (النفحۃ العنبریۃ فی مولد خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھی۔

امام شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی (777۔842ھ)۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھنے والے جلیل القدر آئمہ میں سے ایک حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن عبد اللہ قیسی شافعی المعروف حافظ ابن ناصر الدین دمشقی ہیں۔ آپ اعلیٰ پائے کے مؤرّخ تھے۔ لا تعداد کتب ان کی نوک قلم سے نکلیں، بے شمار حواشی تحریر کیے اور مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی کی۔ آپ دمشق کے الشرفیہ دار الحدیث کے شیخ الحدیث بنے۔ آپ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کئی کتب تحریر کیں۔ حاجی خلیفہ نے [کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون (2:1910)] میں ان کی درج ذیل تین کتب کا تذکرہ کیا ہے جو صرف اِسی موضوع پر ہیں:

1۔ جامع الآثار فی مولد النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تین جوں پر مشتمل ہے)

2۔ اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

3۔ مورد الصادی فی مولد الھادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شیخ عفیف الدین التبریزی (م 855ھ)۔ شیخ عفیف الدین محمد بن سید محمد بن عبد للہ حسینی تبریزی شافعی نے مدینہ منورہ میں 855ھ میں وفات پائی۔ آپ نے اِمام نووی (631۔677ھ) کی (الاربعین) اور اِمام ترمذی (210۔279ھ) کی (الشمائل المحمدیۃ) کا حاشیہ لکھا۔ آپ نے (مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام سے کتاب لکھی۔

شیخ محمد بن فخر الدین (م 867ھ)۔ شیخ شمس الدین ابو القاسم محمد بن فخر الدین عثمان لؤلؤی

دمشقی حنبلی (اللؤلؤابن الفخر) کے نام سے معروف تھے۔اُنہوں نے میلاد شریف کے موضوع پر (الدرالمنظم فی مولدالنبی المعظم ﷺ) لکھی۔بعدازاں اُنہوں نے (اللفظالجمیل بمولدالنبی الجلیل ﷺ) کے نام سے اس کی تلخیص کی۔

سید اصیل الدین ہروی (م 883ھ)۔سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہروی نے (درج الدرر فی میلاد سید البشر ﷺ) کے نام سے کتاب تالیف کی۔

اِمام عبداللہ حسینی شیرازی (م 884ھ)۔اِمام اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن حسینی شیرازی نے میلاد کے موضوع پر ایک کتاب بہ عنوان (درج الدرر فی میلاد سید البشر ﷺ) لکھی۔اِس کا ذکر حاجی خلیفہ نے [کشف الظنون (1:745)] میں کیا ہے۔

شیخ علاءالدین المرداوی (م 885ھ، چشتی)۔ابوالحسن علاءالدین علی بن سلیمان بن احمد بن محمد مرداوی دمشق میں حنبلی فقہ کے بہت بڑے شیخ ہو گزرے ہیں۔آپ نے میلاد شریف پر (المنھل العذب القریر فی مولدالھادی البشیر النذیر ﷺ) نامی کتاب تالیف کی۔

برہان الدین ابوالصفاء (م 887ھ)۔برہان الدین ابوالصفاءابن ابی الوفاءنے فتح للہ حسبی وکفی فی مولدالمصطفیٰ ﷺ کے نام سے کتاب تالیف کی۔

شیخ عمر بن عبدالرحمان باعلوی (م 889ھ)۔شیخ عمر بن عبدالرحمان بن محمد بن علی بن محمد بن احمد باعلوی حضرمی نے (کتاب مولدالنبی ﷺ) لکھی۔

امام شمس الدین السخاوی (831-902ھ)۔امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمان بن محمد قاہری سخاوی کا شمار اکابر آئمہ میں ہوتا ہے۔ایک عالم نے کہا کہ (حافظ ذہبی کے بعد ان جیسے ماہر علوم و فنونِ حدیث شخص کا وجود نہیں ملتا اور انہی پر فنِ حدیث ختم ہو گیا۔) امام شوکانی کا کہنا ہے کہ اگر حافظ سخاوی کی (الضوء اللامع) کے علاوہ کوئی اور تصنیف نہ بھی ہوتی تو یہی ایک کتاب ان کی امامت پر بڑی دلیل تھی۔

آپ نے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب (الفخر العلوی فی المولد النبوی ﷺ) تصنیف کی، اور اس کا ذکر اپنی کتاب [الضوء اللامع (18:8)] میں بھی کیا ہے۔ اِس کے علاوہ آپ نے الضوء اللامع میں اُن آئمہ کرام کی فہرست بھی دی ہے جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے بارے میں کتب ورسائل تالیف کیے ہیں۔

(حاجي خليفه، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، 1910:2، چشتی)

اِمام نورالدین سمہودی (844۔911ھ)۔ میلاد کے موضوع پر لکھی جانے والی ایک اور کتاب (المورد الھنیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ) ہے۔ اِس کے مصنف اِمام نورالدین ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن احمد حسینی شافعی سمہودی ہیں جنہیں تاریخِ مدینہ کے لکھنے والوں میں مستند درجہ حاصل ہے۔

امام جلال الدین سیوطی (849۔911ھ)۔ امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی کا علمی مقام آفتاب کی طرح ہر خاص وعام پر واضح ہے۔ آپ کے تذکروں میں لکھا ہے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد (700) کے قریب پہنچتی ہے۔ آپ نے جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز میں (حسن المقصد فی عمل المولد) کے نام سے رسالہ لکھا جو پوری دنیا میں مقبول ہوا۔ یہ رسالہ آپ کی تصنیف (الحاوی للفتاوی) میں بھی شامل ہے۔

عائشہ بنت یوسف باعونیہ (م922ھ)۔ عائشہ بنت یوسف باعونیہ دمشقیہ شافعیہ مشہور عالمہ و صوفیہ اور کثیر التصانیف محققہ تھیں۔ اُنہوں نے منظوم (مولود النبی ﷺ) تصنیف کیا۔

ابو بکر بن محمد حلبی (م930ھ)۔ ابو بکر بن محمد بن ابی بکر حبیشی حلبی نے (الکواکب الدریۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ) کے نام سے کتاب رقم کی۔

ملا عرب الواعظ (م938ھ)۔ ملا عرب الواعظ نے (مولد النبی ﷺ) کے عنوان سے ایک کتاب تالیف کی۔

ابن دیبع الشیبانی(866-944ھ)۔حافظ وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد شیبانی شافعی، ابن دیبع کے لقب سے مشہور ہیں۔آپ نے (100) سے زیادہ مرتبہ بخاری شریف کا درس دیا اور ایک مرتبہ (6) روز میں بخاری شریف کو ختم کیا۔آپ نے (میلادالنبی ﷺ) کے بارے میں بھی کتاب لکھی ہے۔

شیخ عبدالکریم الادرنتوی (م 965ھ)۔ شیخ عبدالکریم ادرنتوی خلوتی نے ترکی زبان میں (منظوم میلادنامہ) لکھا تھا۔

اِمام ابن حجر ہیتمی مکی (909-973ھ)۔امام الحرمین، ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی شافعی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔(الفتاویٰ الحدیثیۃ)(الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان،)(الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اہل البدع والزندقۃ)اور(الجوہرا لمنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم المعظم ﷺ) جیسی مشہورِ زمانہ کتب آپ کے علمی شاہکار ہیں۔آپ علومِ حدیث میں شیخ الاسلام زکریا مصری کے شاگردِ خاص تھے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی آپ کے دادا استاد تھے۔علامہ ملا علی قاری اور برصغیر پاک وہند کے مایہ ناز فرزند علاؤ الدین علی متقی ہندی (صاحبِ کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال) آپ ہی کی مسندِ ارشاد و تدریس کے فیض یافتہ تھے۔

آپ نے میلادالنبی ﷺ کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتب تصنیف کیں:

1۔ تحریر الکلام فی القیام عند ذکر مولد سید الأنام ﷺ۔

2۔ تحفۃ الأخیار فی مولد المختار ﷺ۔

3۔اتمام النعمہ علی العالم بمولد سید ولد آدم ﷺ۔

4۔ مولد النبی ﷺ۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی مشہور کتاب (الفتاویٰ الحدیثیۃ) میں بھی اس موضوع کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

اِمام خطیب شربینی (م 977ھ)۔اِمام شمس الدین محمد بن احمد خطیب شربینی نے (مولد النبی ﷺ) پر (50) صفحات کا مخطوطہ تحریر کیا ہے۔

ابوالثناءاحمد الحنفی (م 1006ء)۔ابوالثناءاحمد بن محمد بن عارف زیلی رومی حنفی نے (مولد النبی ﷺ) کے عنوان سے کتاب تالیف کی۔

امام ملا علی القاری (م 1014ھ، چشتی)۔ جشن میلادُ النبی ﷺ پر لکھنے والوں میں حافظِ حدیث، مجتہد الزمان امام ملا علی قاری بن سلطان بن محمد ہروی بھی ہیں۔امام شوکانی نے (البدر الطالع) میں ان کے حالات نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ علوم نقلیہ کے جامع، سنت نبوی میں دسترس رکھنے والے، عالم اسلام کے بطلِ جلیل اور قوتِ حفظ و فہم میں نام وَر تھے۔اُنہوں نے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام (المورد الروی فی مولد النبوی ﷺ ونسبہ الطاھر) ہے۔اِس کتاب میں اُنہوں نے میلاد شریف کے بارے میں مختلف علماء کے اَقوال اور مختلف اِسلامی ممالک میں جشنِ میلاد کی تقریبات کا حال بیان کیا ہے۔

اِمام عبد الرؤف المناوی (952۔1031ھ)۔فیض القدیر شرح الجامع الصغیر) اور (شرح الشمائل علی جمع الوسائل) کے مصنف و نام وَر اِمام عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین مناوی (1545۔1621ء) نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک رِسالہ تالیف کیا ہے، جو کہ (مولد المناوی) کے نام سے معروف ہے۔

محی الدین عبد القادر عیدروسی (987۔1038ھ)۔ محی الدین عبد القادر بن شیخ بن عبد للہ عیدروسی نے (المنتخب المصفی فی اخبار مولد المصطفیٰ ﷺ) تالیف کی۔

اِمام علی بن اِبراہیم الحلبی (975۔1044ھ)۔ سیرتِ طیبہ کی مشہور کتاب۔(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون) جو کہ (السیرۃ الحلبیۃ) کے نام سے معروف ہے۔اس کے مصنف اِمام نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی حلبی قاہری شافعی نے میلاد شریف کے موضوع پر کتاب

(الکواکب المنیر فی مولد البشیر النذیر ﷺ) لکھی ہے۔ اُنہوں نے (السیرۃ الحلبیۃ) میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف منانے پر دلائل دیتے ہوئے اِس کا جائز اور مستحب ہونا ثابت کیا ہے۔

اِمام محمد بن علان صدیقی (996۔1057ھ)۔ اِمام محمد علی بن محمد بن علان بکری صدیقی علوی (1588۔1647ء) نام وَر مفسر و محدّث تھے۔ اُنہوں نے (مورد الصفا فی مولد المصطفیٰ ﷺ) نامی مولود نامہ تالیف کیا۔

شیخ زین العابدین خلیفتی (م1130ھ)۔ شیخ زین العابدین محمد بن عبد اللہ عباسی مدینہ منورہ کے نام وَر خطیب تھے۔ آپ خلیفتی کے لقب سے معروف تھے۔ آپ نے میلاد شریف پر الجمع الزاھر المنیر فی ذکر مولد البشیر النذیر ﷺ نامی کتاب لکھی۔

اِمام عبد الغنی نابلسی (م1143ھ)۔ شیخ عبد الغنی نابلسی بڑے جلیل القدر اِمام تھے۔ آپ نے (المولد النبوی ﷺ) کے عنوان سے مختصر اور جامع مولود نامہ لکھا ہے۔

شیخ جمال الدین بن عقیلہ المکی الظاہر (م1130ھ)، شیخ جمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن سعید بن مسعود المکی الظاہر نے مولد النبی ﷺ کے نام سے کتاب لکھی۔

سلیمان نحیفی رومی (م1151ھ)۔ سلیمان بن عبد الرحمان بن صالح نحیفی رومی، جنہوں نے مولانا روم (604۔672ھ) کی (مثنوی مولوی معنوی) کا ترکی زبان میں منظوم ترجمہ کیا تھا۔ نے ترکی زبان میں (منظوم میلاد نامہ) بھی لکھا۔

یوسف زادہ رومی (1085۔1167ھ)۔ عبد اللہ حلمی بن محمد بن یوسف بن عبد المنان رومی حنفی مقری ایک نام وَر محدث تھے۔ آپ (یوسف زادہ شیخ القراء) کے لقب سے معروف تھے۔ اُنہوں نے اِختلافِ قرات پر (الائتلاف فی وجوہ الاختلاف فی القراءۃ) کے نام سے کتاب لکھی۔ میلاد شریف کے موضوع پر ان کی کتاب کا نام (الکلام السنی المصفی فی مولد المصطفیٰ ﷺ) ہے۔

حسن بن علی مدابغی (م 1170ھ)۔ علامہ حسن بن علی بن احمد بن عبد اللہ منطاوی جو کہ مدابغی کے نام سے معروف تھے، اُنہوں نے 1170 ہجری میں مصر میں وفات پائی۔ اُنہوں نے (رسالۃ فی المولد النبوی ﷺ) کے نام سے ایک رِسالہ تالیف کیا۔

عبد اللہ کاشغری (م 1174ھ)۔ عبد اللہ بن محمد کاشغری بندائی نقشبندی زاہدی قسطنطنیہ میں درس وتدریس کرتے تھے۔ آپ وہاں سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ آپ نے (مولد النبی ﷺ) کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

احمد بن عثمان حنفی (1100۔1174ھ)۔ احمد بن عثمان دیار بکری آمدی حنفی نے (مولد النبی ﷺ) تالیف کی۔

عبد الکریم برزنجی (م 1177ھ)۔ سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی شافعی مدینہ منورہ کے مفتی اعظم اور مشہور محدث تھے۔ عربی لغت کی مشہور کتاب (تاج العروس من جواھر القاموس) کے مصنف سید مرتضیٰ زبیدی (1145۔1205ھ) نے آپ سے ملاقات کی اور مسجد نبوی میں ہونے والے آپ کے دروس میں حاضر ہوئے۔ آپ کی میلاد النبی ﷺ پر مشہور ومعروف کتاب (عقد الجوھر فی مولد النبی الازھر ﷺ) ہے، جو کہ (مولود البرزنجی) کے نام سے معروف ہے۔ اِس کی شہرت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عرب وعجم میں اکثر لوگ اس رسالہ کو حفظ کرتے ہیں اور دینی اجتماعات کی مناسبت کے اعتبار سے اسے پڑھتے ہیں۔ یہ میلاد نامہ حضور نبی اکرم ﷺ کی مختصر سیرت، آپ ﷺ کی بعثت وہجرت، اَخلاق وغزوات اور آپ ﷺ کی وفات تک کے ذکر پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی شرح شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد علیش (م 1299ھ) نے کی ہے اور یہ شرح بہت ہی جامع اور مفید ہے اس کا نام (القول المنجی علی مولد البرزنجی) ہے۔ یہ مصر سے کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔ اس شرح کو ان کے پوتے علامہ فقیہ ومورخ سید جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین

برزنجی (م 1317ھ)۔ جوکہ مدینہ منورہ میں مفتی تھے، نے منظوماً تحریر کرکے 198 ابیات میں بیان کیا ہے۔ اس منظوم میلاد نامہ کا نام (الکوکب الانوار علی عقد الجوھر فی مولد النبی الازھر ﷺ) ہے۔

سید محمد بن حسین حنفی جعفری (1149۔1186ھ)۔ سید محمد بن حسین مدنی علوی حنفی جعفری نے خلفاء راشدین اور اہلِ بیتِ اَطہار کے مناقب پر کافی کتب لکھیں، (جن میں الفتح والبشری فی مناقب سیدۃ فاطمۃ الزھراء) (قرۃ العین فی بعض مناقب سیدنا الحسین) (مناقب الخلفاء الاربعۃ) (المواھب العزار فی مناقب سیدنا علی الکرار) شامل ہیں۔ آپ نے میلاد شریف کے موضوع پر (مولد النبی ﷺ) تالیف کی۔

شیخ محمد بن احمد عدوی (م 1201ھ)۔ شیخ احمد بن محمد بن احمد عدوی مالکی مصری (دردیر) کے لقب سے معروف ہیں۔ آپ کا (مولد النبی ﷺ) پر مختصر رسالہ مصر سے شائع ہوا جو (مولد الدردیر) کے نام سے معروف ہے۔ آپ کے علمی مرتبہ کے پیشِ نظر جامعہ ازہر کے علماء و مدرسین یہ مولود نامہ درساً پڑھایا کرتے تھے۔ شیخ الجامعۃ الازہر ابراھیم بن محمد بن احمد بیجوری (م 1198۔1277ھ) نے اِس کے اوپر بہت مفید حاشیہ بھی لکھا ہے۔

اشرف زادہ برسوی (م 1202ھ)۔ عبد القادر نجیب الدین بن شیخ عزالدین احمد (اشرف زادہ برسوی حنفی) کے نام سے معروف تھے۔ ان کا ترکی زبان میں شعری دیوان ہے۔ ان کی تصوف پر لکھی گئی کتاب کا نام (سر الدوران فی التصوف) ہے۔ آپ نے ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ لکھا۔

محمد شاکر عقاد السالمی (م 1202ھ)۔ محمد شاکر بن علی بن حسن عقاد السالمی نے (تذکرۃ اہل الخیر فی المولد النبوی ﷺ) لکھا۔

عبد الرحمان بن محمد مقری (م 1210ھ)۔ عبد الرحمان بن محمد نحراوی مصری مقری نے حسن

بن علی مدابغی (م 1170ھ) کے (رسالۃ فی المولد النبوی ﷺ) کی شرح لکھی، جس کا عنوان (حاشیۃ علی مولد النبی ﷺ للمدابغی) ہے۔

سلامی الازمیری (م 1228ھ)۔ مصطفٰی بن اِسماعیل شرحی اَزمیری سلامی نے ترکی زبان میں (منظوم میلاد نامہ) لکھا۔

محمد بن علی شنوانی (م 1233ھ)۔ محمد بن علی مصری اَزہری شافعی شنوانی نے میلاد شریف کے موضوع پر (الجواھر السنیۃ فی مولد خیر البریۃ ﷺ) کے عنوان سے ایک رسالہ تالیف کیا۔

عبد اللہ سویدان (م 1234ھ)۔ عبد اللہ بن علی بن عبد الرحمان دملیجی ضریر مصری شاذلی جو کہ سویدان کے لقب سے معروف تھے، اُنہوں نے (مطالع الانوار فی مولد النبی المختار ﷺ) لکھی۔

ابن صلاح الامیر۔ سید علی بن ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر صنعانی 1171ھ میں پیدا ہوئے اور 1236ھ کے لگ بھگ فوت ہوئے۔ اُنہوں نے (تانیس ارباب الصفا فی مولد المصطفٰی ﷺ) کے نام سے میلاد نامہ لکھا۔

اِمام محمد مغربی (م 1240ھ)۔ اِمام محمد مغربی نام وَر محقق و صوفی اور اکابر اَولیاء میں سے تھے۔ اُنہوں نے (المولد النبوی ﷺ) کے عنوان سے مولود نامہ تصنیف کیا ہے جو محدثین کی روایات اور صوفیاء کے اَقوال سے مزین ہے۔

شیخ ابراہیم بن محمد باجوری (م 1276ھ)۔ شیخ ابراہیم بن محمد باجوری شافعی مصری نے (تحفۃ البشر علی مولد ابن حجر) تالیف کیا۔

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م 1277ھ)۔ ہندوستان کی معروف علمی و روحانی شخصیت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م 1860ء) نے جشنِ میلاد شریف کے جواز پر (اثبات المولد والقیام) نامی ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔

سید احمد مرزوقی۔ سید ابو الفوز احمد بن محمد بن رمضان مکی مالکی مرزوقی حرمِ مکہ کے مدرّس تھے۔

آپ نے 1281ھ میں (بلوغ المرام لبیان الفاظ مولد سید الانام ﷺ فی شرح مولد احمد البخاری)تالیف کیا۔ علاوہ ازیں (عقیدۃ العوام) کے نام سے ایک مولود نامہ بھی تحریر کیا، جس کی شرح بھی آپ نے خود (تحصیل نیل المرام) کے نام سے کی۔

شیخ محمد مظہر بن احمد سعید (م 1301ھ)۔ شیخ محمد مظہر بن احمد سعید (م 1884ء) نے جشنِ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا ہے، جو کہ (الرسالۃ السعیدیۃ) کے نام سے معروف ہے۔

عبد الہادی اَبیاری (م 1305ھ)۔ شیخ عبد الہادی اَبیاری مصری نے (مولد النبی ﷺ) پر ایک مختصر رسالہ تحریر کیا ہے۔

عبد الفتاح بن عبد القادر دمشقی (1250۔1305ھ)۔ عبد الفتاح بن عبد القادر بن صالح دمشقی شافعی نے میلاد شریف کے موضوع پر (سرور الابرار فی مولد النبی المختار ﷺ) تالیف کیا۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (م 1307ھ)۔ غیر مقلدین کے نام وَر عالم دین نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا عنوان ہے (الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ ﷺ۔)

ابراہیم طرابلسی حنفی (م 1308ھ)۔ ابراہیم بن سید علی طرابلسی حنفی منظوم میلاد نامہ لکھا جس کا عنوان ہے (منظومۃ فی مولد النبی ﷺ)

ہبۃ اللہ محمد بن عبد القادر دمشقی (م 1311ھ)۔ ہبۃ اللہ ابو الفرج محمد بن عبد القادر بن محمد صالح دمشقی شافعی نے (مولد النبی ﷺ) کے عنوان سے رسالہ تالیف کیا۔

ابو عبد المعطی محمد نویر جاوی (م 1315ھ)۔ ابو عبد المعطی محمد نویر بن عمر بن عربی بن علی نووی جاوی نے (بغیۃ العوام فی شرح مولد سید الانام ﷺ) تالیف کی۔

مفتی آدرنہ محمد فوزی رومی (م 1318ھ)۔ مفتی آدرنہ محمد فوزی بن عبد اللہ رومی نے (اثبات المحسنات فی تلاوۃ مولد سید السادات ﷺ) کے عنوان سے میلاد نامہ لکھا۔

سید احمد بن عبد الغنی دمشقی (م 1320ھ)۔ سید احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدین دمشقی فقہ حنفی کے نام وَر عالم و محقق اور (رد المحتار علی در المختار علی تنویر الابصار) کے مؤلف اِمام محمد بن محمد امین بن عابدین شامی دمشقی (1198۔1252ھ) کے بھانجے تھے۔ اُنہوں نے اِمام ابن حجر ہیتمی مکی (909۔973ھ) کی میلاد شریف کے موضوع پر لکھی کتاب کی ضخیم شرح (نثر الدرر علی مولد ابن حجر) کے عنوان سے لکھی۔

اِمام احمد رضاخان قادری (1272۔1340ھ)۔ اِمام احمد رضا بن نقی علی خاں قادری بریلوی (1886۔1921ء) میلاد شریف کے موضوع پر درج ذیل دو کتب تالیف کی ہیں:

1۔ نطق الھلال بارخ ولادۃ الحبیب والوصال۔

2۔ اِقامہ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تھامہ ﷺ۔

محمد بن جعفر کتانی (م 1345ھ)۔ عارف باللہ سید شریف محمد بن جعفر کتانی بہت بڑے محدث اور معتمد تھے۔ آپ کا مولد النبی ﷺ پر ایک رسالہ (الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد) ہے۔ یہ (60) صفحات پر مشتمل اور جدید و تاریخی تحقیقات سے بھرپور رسالہ ہے۔

اِمام یوسف بن اسماعیل نبہانی (1265۔1350ھ)۔ عالم عرب کے معروف محدّث و سیرت نگار اِمام یوسف بن اسماعیل نبہانی نے مولد النبی ﷺ پر (جواہر النظم البدیع فی مولد الشفیع ﷺ) کے عنوان سے منظوم کتاب لکھی ہے۔

علامہ اشرف علی تھانوی (1280۔1362ھ)۔ حکیم الامت دیوبند اشرف علی تھانوی (1863۔1943ء) نام وَر دیوبندی عالم تھے۔ سیرتِ طیبہ پر آپ کی کتاب۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ کے آغاز میں ہی تخلیقِ نورِ محمدی ﷺ اور واقعاتِ ولادت بالتفصیل ذکر

کیے گئے ہیں۔ آپ نے (طریقۂ مولود) بھی ترتیب دیا ہے۔

شیخ محمود عطار دمشقی (1284ـ1362ھ)۔ شیخ محمود بن محمد رشید عطار حنفی دمشق کے نام وَر عالم و محدّث تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے کبار اساتذہ و شیوخ سے علم حاصل کیا اور دمشق کے علماء کا شمار آپ کے شاگردوں یا آپ کے شاگردوں کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے جشنِ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک رسالہ (استحباب القیام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلاۃ والسلام) تالیف کیا ہے۔

اِمام محمد زاہد کوثری (1296ـ1371ھ)۔ عالم عرب کی معروف علمی شخصیت علامہ مجدد اِمام محمد زاہد کوثری نے جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر مختلف مقالہ جات لکھے ہیں۔

عبد اللہ بن محمد ہرری (م 1389ھ)۔ عبد اللہ بن محمد شیبی عبدری ہرری حبشی (م 1969ء) نے جشنِ میلاد النبی ﷺ کی بابت دو رسائل تالیف کیے ہیں:

1۔ کتاب المولد النبوی ﷺ۔

2۔ الروائح الزکیہ فی مولد خیر البریہ ﷺ۔

شیخ محمد رشید رضا مصری۔ مصر کے معروف مؤرّخ، مشہور محقق، محدث، مفسر اور تاریخ دان شیخ محمد رشید رضا نے میلاد پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام ہے (ذکر المولد و خلاصۃ السیرۃ النبویۃ وحقیقۃ الدعوۃ الاسلامیۃ)

شیخ محمد بن علوی مالکی مکی (م 1425ھ)۔ مکہ مکرمہ کے نام وَر محدث اور عالم شیخ محمد بن علوی مالکی مکی (م 2004ء) نے میلاد شریف کی بابت اجل آئمہ کرام کے درج ذیل تین رسائل کا مجموعہ تالیف کر کے طبع کرایا ہے:

1۔ ابن کثیر، ذکر مولد رسول اللہ ﷺ و رضاعہ۔

2۔ ملا علی قاری، المورد الروی فی المولد النبوی ﷺ (اِس رسالہ پر اِمام علوی مالکی کی تعلیقات و

تحقیق بھی شامل ہے)

3۔ابن حجر ہیتمی مکی، مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اُنہوں نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایک رسالہ بہ عنوان (حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی تالیف کیا ہے۔ علاوہ ازیں جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر مختلف ائمہ و علماء کے فتاوی جات کا مجموعہ بھی ترتیب دیا ہے، جس کا عنوان ہے (الاعلام بفتاوی ائمۃ الاسلام حول مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام)

شیخ عبد العزیز بن محمد ایک عظیم محقق اور وزارت (الامر بالمعروف والنہی عن المنکر) کے رئیس العام تھے۔ انہوں نے جشنِ میلاد پر ایک کتاب بہ عنوان (بعثۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مولد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھی۔

سید ماضی ابو العزائم۔ آپ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر (بشائر الاخیار فی مولد المختار) لکھی ہے۔ اِس میں اُنہوں نے نورِ نبوت کی تخلیق اور ظہور کا ذکر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت، نبوت اور دیگر انبیائے کرام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کے بیان کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف منانے پر بھی دلائل دیے ہیں۔

سید محمد عثمان میر غنی۔ آپ نے میلاد کے موضوع پر ایک رسالہ بہ عنوان (الاسرار الربانیۃ المعروف مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کے بیان پر مشتمل اِس رسالہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب و ولادت اور حیاتِ طیبہ کے دیگر پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

محمد بن محمد منصوری شافعی خیاط نے ابن حجر ہیتمی کی میلاد شریف کے موضوع پر تالیف کردہ کتاب کی شرح (اقتناص الشوارد من موارد الموارد) کے نام سے لکھی۔

احمد بن قاسم مالکی بخاری حریری۔ (مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابو حسن بکری۔ (الانوار فی مولد النبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابراہیم آبیاری۔(مولد رسول اللہ ﷺ)

صلاح الدین ہواری۔(المولد النبوی الشریف ﷺ)

ابو محمد ویلتوری۔(ابتغاء الوصول لحب اللہ بمدح الرسول ﷺ)

زین الدین مخدوم فنانی۔(البنیان المرصوص فی شرح المولد المنقوص)

عبداللہ عفیفی۔(المولد النبوی المختار ﷺ)

عبداللہ حمصی شاذلی۔(مولد النبی ﷺ)

شیخ خالد بن والدی۔(مولد النبی ﷺ)

شیخ محمد وفاصیادی۔(مولد النبی ﷺ)

شیخ محمود محفوظ دمشقی شافعی۔(مولد النبی ﷺ)

شیخ عبداللہ بن محمد مناوی شاذلی۔(مولد الجلیل حسن الشکل الجمیل)

حافظ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی۔(مولد النبی ﷺ)

سید عبدالقادر اسکندرانی۔(الحقائق فی قراءۃ مولد النبی ﷺ)

محمد بن محمد دمیاطی۔(مولد العزب)

شیخ محمد ہاشم رفاعی۔(مولد النبی ﷺ)

شیخ محمد ہشام قبانی۔(المولد فی الاسلام بین البدعۃ والایمان)

سعید بن مسعود بن محمد کازرونی۔(تعریب المتقی فی سیر مولد النبی المصطفیٰ ﷺ)

شیخ محمد نوری بن عمر بن عربی بن علی نووی شافعی۔(الابریز الدانی فی مولد سیدنا محمد العدنانی ﷺ

شیخ محمد نوری بن عمر بن عربی بن علی نووی شافعی۔(بغیۃ العوام فی شرح مولد سید الانام ﷺ)

زین العابدین محمد عباسی۔(الجمع الزاہر المنیر فی ذکر مولد البشیر النذیر ﷺ)

ابو شاکر عبداللہ شلبی۔الدر المنظم شرح الکنز المطلسم فی مولد النبی المعظم ﷺ،(چشتی)۔

سیف الدین ابو جعفر عمر بن ایوب بن عمر حمیری ترکمانی دمشقی حنفی۔(الدر النظیم فی مولد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابو ہاشم محمد شریف النوری۔(احراز المزیۃ فی مولد النبی خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بدر الدین یوسف المغربی۔(فتح القدیر فی شرح مولد الدردیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابو الفتوح الحلبی۔(الفوائد البہیۃ فی مولد خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سویدان عبد اللہ بن علی الدملیجی المصری۔(مطالع الانوار فی مولد النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابن علان محمد علی الصدیقی المکی۔(مورد الصفا فی مولد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سید محمد بن خلیل الطرابلسی المعروف بالقاوقجی۔(مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد العطار الجزائری۔(الورد العذب المبین فی مولد سید الخلق اجمعین)

ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری۔(کتاب الانوار و مفتاح السرور والافکار فی مولد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

احمد بن علی بن سعید۔(ظل الغمامۃ فی مولد سید تہامۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابن الشیخ آق شمس دین حمد اللہ۔(المولد الجسمانی والمورد الروحانی)

محمد بن حسن بن محمد بن احمد بن جمال الدین خلوتی سمنودی۔(الدر الثمین فی مولد سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکابرینِ اُمت اور منکرین کے بڑوں کی نظر میں

اُمتِ مسلمہ کے بڑے بڑے مفتیان کرام، علماء کرام، مفسرین، محدثین، شارحین اور فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کو باعث اجر و ثواب لکھا ہے: ↓

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ (المتوفی 150ھ)۔آپ رحمۃ للہ علیہ کا نام تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی دینی خدمات اس قدر ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمان ان شاء للہ عزوجل تا قیامت کے علم سے مستفید رہیں گے۔آپ رحمۃ للہ تعالیٰ علیہ اپنے (قصیدہ نعمانیہ) میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

میلاد شریف یوں بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ ہی وہ ہیں کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور آپ پیدا نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ پیدا کیا جاتا۔ آپ ﷺ وہ ہیں جن کے نور سے چودھویں کا چاند منور ہے اور آپ ﷺ ہی کے نور سے یہ سورج روشن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی خوشخبری سنانے آئے اور آپ ﷺ کے حسن صفات کی خبر لے کر آئے۔

(قصیدۂ نعمانیہ، ص196،195ء)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ (المتوفی 204ھ)۔ آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میلاد شریف منانے والا صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ (النعمتہ الکبریٰ)

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (المتوفی 241ھ)۔ آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: شب جمعہ، شب قدر سے افضل ہے کیونکہ جمعہ کی رات سرکار علیہ السلام کا وہ نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک رحم میں منتقل ہوا جو دنیا و آخرت میں ایسی برکات و خیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی و شمار میں نہیں آسکتا۔ (اشعۃ اللمعات)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (المتوفی 606ھ)۔ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا۔ اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا تو ایسا شخص برکت نبوی سے محتاج نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا ہاتھ خالی رہے گا۔

(النعمتہ الکبری)

حضرت امام تاج الدین سبکی رحمۃ للہ علیہ (المتوفی 756ھ)۔ آپ رحمۃ للہ علیہ نے اپنے (قصیدہ تائیہ) کے آخر میں حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تمام دریا و سمندر میری سیاہی ہوتے اور درخت میرا قلم ہوتے اور میں آپ ﷺ کی عمر بھر نشانیاں لکھتا تو ان کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پاتا کیونکہ آپ کی آیات و صفات ان چمکتے ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ (نثر الدرر علی مولد ابن حجر، ص75)

حافظ ابن کثیر (المتوفی 774ھ)۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی شب اہل ایمان کے لئے بڑی شرافت، عظمت، برکت اور سعادت کی شب ہے۔یہ رات پاکی و نظافت رکھنے والی، انوار کو ظاہر کرنے والی، جلیل القدر رات ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس رات میں وہ محفوظ پوشیدہ جوہر ظاہر فرمایا جس کے انوار کبھی ختم ہونے والے نہیں۔(مولد رسول ﷺ ص 262، چشتی)

امام حافظ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ)۔نے ایک سوال کے جواب میں لکھا: میرے لئے اس (محفل میلاد) کی تخریج ایک اصل ثابت سے ظاہر ہوئی، دراصل وہ ہے جو بخاری و مسلم میں موجود ہے: حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دسویں محرم کا روزہ رکھتے دیکھا۔ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے، جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی، ہم اس دن کا روزہ شکرانے کے طور پر رکھتے تھے۔(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، رقم الحدیث 2004، ص 321، چشتی)۔(صحیح المسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء رقم الحدیث 2656، ص 462)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی معین دن میں احسان فرمانے پر عملی طور پر شکرادا کرنا چاہئے۔پھر فرماتے ہیں حضور سرور کائنات نبی رحمت ﷺ کی تشریف آوری سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔

(نشر الدر علی مولد ابن حجر ص نمبر 47)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (المتوفی 911ھ)۔آپ فرماتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریب سعید (مروجہ محافل میلاد) بدعت حسنہ ہے جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔اس لئے کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم، شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت و مسرت کا اظہار پایا جاتا ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، ص 173)

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ (المتوفی 1014ھ)۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب میں ظاہری دعوت وضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ یہ معنوی ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام المورد الروی فی مولد النبی ﷺ رکھا ہے۔ (المورد الروی، ص نمبر 34)

حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔ (انوار محمدیہ، ص 29)

مفتی مکہ مکرمہ حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں: میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔ (سیرۃ نبوی، ص 45)

محدث کبیر امام ابن جوزی رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں: یہ عمل حسن (محفل میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ، مصر، یمن و شام تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔

(المیلاد النبوی، ص 35-34)

استاد مسجد حرام مکہ مکرمہ شیخ محمد بن علوی المالکی الحسنی رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ اپنے میلاد شریف کے دن کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اسے بہت بڑا اور عظیم واقعہ قرار دیتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے کہ یہ آپ کے لیے بہت بڑا انعام واکرام و نعمت ہے۔ نیز اس لئے کہ تمام کائنات پر آپ کے وجود مسعود کو فضیلت حاصل ہے۔

(حوال الاحتفال بالمولد النبوی شریف، ص 9,8)

امام شہاب الدین احمد بن محمد المعروف امام قسطلانی فرماتے ہیں: حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت بعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ (مواہب لدنیہ، ج1 ص27، چشتی)

امام ابن جوزی رحمۃ للہ علیہ کے پوتے فرماتے ہیں: مجھے لوگوں نے بتایا کہ جو ملک مظفر (بادشاہ وقت) کے دستر خوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ پیالی مکھن کی اور تیس طباق حلوے کئے تھے اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے۔ ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا۔ اور خوشبودار چیزیں سنگھاتا تھا اور میلاد پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔
(سیرۃ النبوی، ص45)

حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے، ہمیں چاہئے کہ ہم آپ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے) ذریعے شکر بجالائیں۔
(اثبات المولد والقیام، ص24)

حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی للہ عنہ ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو سرکار دوعالم ﷺ کے حضور نذر ونیاز پیش فرماتے تھے۔ (قرۃ الناظر، ص11)

شاہ ولی للہ دہلوی رحمۃ للہ علیہ اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ للہ علیہ کا معمول تھا کہ 12 ربیع الاول کو ان کے ہاں لوگ جمع ہوتے، آپ ذکر ولادت فرماتے پھر کھانا اور مٹھائی تقسیم کرتے۔ (الدرالمنظم، ص89)

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر للہ دہلوی رحمۃ للہ علیہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بڑے تزک احتشام سے

محفل میلاد منعقد کراتے، جو نماز عشاء سے نماز فجر تک جاری رہتی پھر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا اور مٹھائی تقسیم ہوتی، کھانا کھلایا جاتا۔(تذکرہ مظہر مسعود، ص176)

امام ابن جوزی (مولد العروس) کے ص 9 پر فرماتے ہیں: اور جو پیارے مصطفی ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی کرے، وہ خوشی، دوزخ کی آگ کے لیے پردہ بن جائے اور جو میلاد رسول اللہ ﷺ میں ایک درہم بھی خرچ کرے، حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت مقبول ہو گی۔ اور ص 28 پر محدث ابن جوزی یہ اشعار لکھتے ہیں: ترجمہ۔اے میلاد رسول ﷺ تیرے لیے بہت ہی تعریف ہے اور تعریف بھی ایسی جو بہت اعلیٰ اور ذکر ایسا جو بہت ہی اچھا ہے۔ اے کاش طویل عرصے تک میرے پاس نبی پاک ﷺ کا تذکرہ ہوتا، اے کاش طویل عرصے تک میرے پاس ان کا میلاد شریف بیان ہوتا۔ اور ص 6 پر یہ شعر لکھتے ہیں ترجمہ: اگر ہم رسول کریم ﷺ کا روزانہ میلاد شریف منائیں تو بلاشبہ یہ ہمارے لیے واجب ہے

محدث ابن جوزی اپنے (رسالہ المولد) کے آخر میں لکھتے ہیں: اہل حرمین شریفین اور مصر و یمن اور شام اور عرب کے مشرق و مغربی شہروں کے لوگ نبی کریم ﷺ کے میلاد کی محفلیں کرتے ہیں، ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں، غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں طرح طرح کی زینت کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور نہایت خوشی سے فقراء پر صدقہ خیرات کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کا ذکر سننے کے لیے اہتمام بلیغ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے سے بے پناہ اجر اور عظیم کامیابی پہنچتی ہے جیسا کہ تجربہ ہو چکا کہ نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف منانے کی برکت سے اس سال میں خیر و برکت کی کثرت، سلامتی و عافیت، رزق میں کشادگی، اولاد میں مال میں زیادتی اور شہروں میں امن اور گھروں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے۔
(الدرالمنظم، ص 101-100)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں: (ص 74، القول الجلی) حضرت شاہ ولی اللہ

نے فرمایا کہ قدیم طریقہ کے موافق بارہ ربیع الاول (یوم میلاد مصطفی ﷺ) کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت ﷺ کی نیاز کی چیز کھانا وغیرہ) تقسیم کی اور آپ ﷺ کے بال مبارک کی زیارت کروائی۔ تلاوت کے دوران (مقرب فرشتے) ملاء اعلیٰ (محفل میلاد میں) آئے اور رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک نے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) اور میرے دوستوں پر نہایت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتے) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت (التفات نبوی ﷺ کی برکت سے) ناز و نیائش کے ساتھ بلند ہو رہی ہے اور (محفل میلاد میں) اس کیفیت کی برکات نازل ہو رہی ہیں)

حضرت شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی علیہ الرحمہ نے میلاد و قیام کے موضوع پر ایک تحقیقی کتاب لکھی جس کا نام (الدرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم ﷺ) ہے۔ اس کتاب کے بارے میں علمائے دیوبند کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مولف علامہ جامع الشریعہ والطریقہ نے جو کچھ رسالہ الدرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم میں تحریر کیا، وہ عین صواب ہے، فقیر کا بھی یہی اعتقاد ہے اور اکثر مشائخ عظام کو اسی طریقہ پر پایا، خداوند تعالیٰ مولف کے علم و عمل میں برکت زیادہ عطا فرماوے۔ (الدرالمنظم، ص146)

یہ کتاب (الدرالمنظم) علمائے دیوبند کی مصدقہ ہے۔ جناب محمد رحمت اللہ مہاجر مکی، جناب سید حمزہ شاگرد جناب رشید احمد گنگوہی، جناب عبداللہ انصاری داماد جناب محمد قاسم نانوتوی، جناب محمد جمیل الرحمن خان ابن جناب عبدالرحیم خان علمائے دیوبند کی تعریف و تقاریظ اس کتاب میں شامل ہیں۔ جناب محمد قاسم نانوتوی کے داماد نے اپنی تحریر میں جناب احمد علی محدث، جناب عنایت احمد، جناب عبدالحئی، جناب محمد لطف اللہ، جناب ارشاد حسین، جناب محمد ملا نواب، جناب محمد یعقوب مدرس، اکابر علمائے دیوبند کا محافل میلاد میں شریف ہونا، سلام و قیام اور مہتمم مدرسہ دیوبند حاجی سید محمد عابد کا اپنے گھر میں محفل میلاد کروانے کا تذکرہ کیا اور جناب محمد قاسم نانوتوی

کے لئے اپنی اور پیر جی واجد علی صاحب کی گواہی دی ہے کہ نانوتوی صاحب محفل میلاد میں شریک ہوتے تھے۔

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے نقل فرمایا کہ جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا۔ برکتِ نبوی ﷺ سے ایسا شخص نہ محتاج ہو گا نہ اس کا ہاتھ خالی رہے گا۔(النعمۃ الکبریٰ، ص 9)

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی نے امام سیوطی امام سبکی، امام بن حجر عسقلانی، امام ابن حجر، امام سخاوی، علامہ ابن جوزی علیہم الرحمہ جیسے اکابر علمائے امت سے میلاد شریف کی اہمیت نقل فرمائی اور لکھا ہے کہ میلاد شریف کا انعقاد آپ کی تعظیم کے لیے ہے، اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں۔(تفسیر روح البیان، ج 9 ص 56)

واقعہ ابو لہب:

جلیل القدر آئمہ محدثین نے نقل کیا ہے کہ ابو لہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ سے میلاد النبی ﷺ کی خوشخبری سن کر اسے آزاد کر دیا، جس کے صلہ میں بروز پیر اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور انگلی سے پانی چوسنا میسر آتا ہے، جب کافر کا یہ حال ہے تو عاشق صادق مومن کے لئے میلاد شریف کی کتنی برکات ہوں گی؟

(بخاری، ج 3 ص 243، مع شرح زرقانی، ص 139 ما ثبت بالسنہ، ص 60)

(ہفت روزہ اہلحدیث) لاہور۔ 27 مارچ 1981ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔: ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ بھی (عید میلاد النبی ﷺ) ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی ہے اور اس امر واقعہ سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ اب ہر برس ہی 12 ربیع الاول کو اس تقریب کے اجلال و احترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں تعطیل عام ہوتی ہے اور آپ اگر

سرکاری ملازم ہیں تو اپنے منہ سے اس کو ہزار بار بدعت کہنے کے باوجود آپ بھی یہ چھٹی مناتے ہیں اور آئندہ بھی یہ جب تک یہاں چلتی ہے آپ اپنی تمام تر (اہلحدیثیت) کے باوجود یہ چھٹی مناتے رہیں گے۔ خواہ کوئی ہزار منہ بنائے دس ہزار بار ناراض ہو کر بگڑے جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہوا یہاں اس تقریب کی کار فرمائی ایک امر واقعہ ہی ہے۔

جماعت اہلحدیث کے بالعموم اور حافظ عبد القادر روپڑی کے بالخصوص ترجمان ہفت روزہ (تنظیم اہلحدیث) لاہور نے 17 مئی 1963ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ مومن کی پانچ عیدیں ہیں، جس دن گناہ سے محفوظ رہے، جس دن خاتمہ بالخیر ہو، جس دن پل سے سلامتی کے ساتھ گزرے، جس دن جنت میں داخل ہو اور جب پروردگار کے دیدار سے بہرہ یاب ہو۔

تنظیم اہلحدیث کا یہ بیان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (درۃ الناصحین ص 263) مقام انصاف ہے کہ جب مومن کی اکھٹی پانچ عیدیں تکمیل دین کے خلاف نہیں تو جن کے صدقہ ووسیلہ سے ایمان قرآن اور خود رحمان ملا، ان کے یوم میلاد کو عید کہہ دینے سے دین میں کونسا رخنہ پڑ جائے گا؟ جبکہ عید میلاد النبی ﷺ نہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مقابلے کے لئے ہے اور نہ ان کی شرعی حیثیت ختم کرنا مقصود ہے، اہلحدیث مزید لکھا ہے کہ (اگر عید کے نام پر ہی آپ کا یوم ولادت منانا ہے تو رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات گرامی کی طرف دیکھیں کہ آپ نے یہ دن کیسے منایا تھا؟ سنئے! رسول اللہ ﷺ نے یہ دن منایا پر اتنی ترمیم کے ساتھ کہ اسے تنہا عید میلاد نہیں رہنے دیا بلکہ عید میلاد اور عید بعث کہہ کر منایا اور منایا بھی روزہ رکھ کر اور سال بہ سال نہیں بلکہ ہر ہفتہ منایا۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور 27 مارچ 1981)

غیر مقلد اہلحدیث وہابی نے تو حد کر دی کہ صرف حضور ﷺ کے عید میلاد منانے ہی کی تصریح نہیں کی بلکہ ایک اور عید یعنی عید بعث منانے کا بھی اضافہ کر دیا اور وہ بھی ہفتہ وار۔

ماہنامہ دار لعلوم دیوبند نومبر 1957ء کی اشاعت میں ایک نعت شریف شائع ہوئی ہے کہ:

یہ آمد، آمد اس محبوب کی ہے

کہ نور جاں ہے جس کا نام نامی

خوشی ہے عید میلاد النبی کی

یہ اہل شوق کی خوشی انتظامی

کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی

حضور سرور ذات گرامی (ﷺ)

اس تمام تفصیل اور لاجواب و ناقابل تردید تحقیقی والزامی حوالہ جات سے عید میلاد النبی ﷺ منانے اس نعمت کا چرچا کرنے شکر گزاری و خوشی کرنے محافل میلاد کے انعقاد و جلوس نکالنے کی روز روشن کی طرح تحقیق و تائید ہوگئی اور وہ بھی وہاں وہاں سے جہاں سے پہلے شرک و بدعت کی آوازیں سنائی دیتی تھیں، ماشاءاللہ عید میلاد النبی ﷺ نے اپنی عظمت و قوت عشق سے اپنی حقانیت کا لوہا منوالیا، مگر ضروری ہے کہ میلاد شریف کے سب پروگرام بھی شریعت کے مطابق ہوں اور منانے والے بھی شریعت و سنت کی پابندی کریں کیونکہ عشق رسالت کے ساتھ اتباع سنت بھی ضروری ہے۔ مذکورہ تمام تفصیل و تحقیق کے بعد اب تو کسی بدعت ودت کا خطرہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ بدعت و ناجائز تو وہ کام ہوتا ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو مگر عید میلاد النبی ﷺ کی اصل و بنیاد اور مرجع و مآخذ قرآن و حدیث، صحابہ کرام، جمہور اہل علم، محدثین، مفسرین بلکہ اجماع امت اور خود منکرین میلاد کے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں، لہذا اب تو اس کو بدعت تصور کرنا بھی بدعت و ناجائز اور محرومی و بے نصیبی کا باعث ہے۔

ہمارا سوال؟ اگر اب بھی کوئی میلاد شریف کا قائل نہ ہو، تو پھر اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ سیرت کانفرنس، سیرت کے اجلاس، سالانہ تبلیغی اجتماعات، اہلحدیث کانفرنسیں اور مدارس کے سالانہ پروگرام وغیرہ منعقد کرے۔ ورنہ وہ وجہ فرق بیان کرے کہ عید میلاد النبی ﷺ کیوں

بدعت ہے اور باقی مذکورہ امور کس دلیل سے توحید و سنت کے مطابق ہیں اور ہمارے دلائل اور جلیل القدر محدثین واکابر کے حوالہ جات کا کیا جواب ہے؟

منکرین میلاد کا کردار: جو بچہ ہو پیدا تو خوشیاں منائیں، مٹھائی بٹے اور لڈو بھی آئیں، مبارک کی ہر سو آئیں صدائیں، مگر محمد ﷺ کا جب یوم میلاد آئے تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے۔

صد سالہ جشن دیوبند کا بیان: شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے شہرہ ءآفاق کلام واشعار میں: زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجی است۔ فرما کر دیوبند و صدر دیوبند کی مشرک دوستی و کانگرس نوازی اور متحدہ قومیت سے ہمنوئی کو بہت عرصہ پہلے جس بوالعجی سے تعبیر فرمایا تھا، بمصداق تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ سے تعبیر فرمایا تھا، اس بوالعجی کی صدائے بازگشت اس وقت بھی سنی گئی، جب صد سالہ جشن دیوبند میں مسز اندرا گاندھی وزیر اعظم بھارت کو شمع محفل دیکھ کر خود دیوبندی مکتب فکر کے نامور عالم ولیڈر مولوی احتشام الحق تھانوی (کراچی) کو بھی یہ کہنا پڑا کہ بہ دیوبند مسز گاندھی ایں چہ بوالعجی است

تفصیل: اس اجمال کی یہ ہے: کہ شان رسالت و جشن میلاد النبی ﷺ کی عداوت کے مرکز اور کانگرس کی حمایت و مسلم لیگ و پاکستان کی مخالفت کے گڑھ دار العلوم دیوبند کا 21،22،23۔ مارچ 1980ء کو صد سالہ جشن منایا گیا اور اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگریسی حکومت نے جشن دیوبند کا کامیاب بنانے کے لئے ریڈیو۔ ٹی وی۔ اخبارات۔ ریلوے وغیرہ تمام متعلقہ ذرائع سے ہر ممکن تعاون کیا۔ بھارتی محکمہ ڈاک وتار نے اس موقع پر 30 پیسے کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا جس پر مدرسہ دیوبند کی تصویر شائع کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ اندرا دیوبندی نے، بنفس نفیس، جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اپنے دیدار و آواز و نسوانی اداؤں سے دیوبندی ماحول کو مسحور کیا اور دیوبند کے اسٹیج پر تالیوں کی گونج میں اپنے خطاب سے جشن دیوبند کو مستفیض فرمایا۔ بانیءدیوبند کے نواسے اور مدرسہ دیوبند کے بزرگ، مہتمم قاری محمد طیب صاحب نے

اندرا دیوی کو، عزت مآب وزیر اعظم ہندوستان، کہہ کر خیر مقدم کیا اور اسے بڑی بڑی ہستیوں میں شمار کیا اور اندرا دیوی نے اپنے خطاب میں بالخصوص کہا کہ، ہماری آزادی اور قومی تحریکات سے دار العلوم دیوبند کی وابستگی ٹوٹ رہی ہے، علاوہ ازیں جشن دیوبند کے اسٹیج سے پنڈت نہرو کی رہنمائی و متحدہ قومیت کے سلسلہ میں بھی دیوبند کے کردار کو اہتمام سے بیان کیا گیا۔ بھارت کے پہلے صدر راجندر پرشاد کے حوالہ سے دیوبند کو، آزادی (ہند) کا ایک مضبوط ستون قرار دیا گیا۔

(ماہنامہ، رضائے مصطفٰی، گوجرانوالہ جمادی الاخریٰ 1400ھ مطابق اپریل 1980ء)

یادگار اخباری دستاویز: نئی دہلی 21۔ مارچ (ریڈیو رپورٹ) اے آئی آر) دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات شروع ہو گئیں بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے تقریبات کا افتتاح کیا۔ (روزنامہ مشرق۔ نوائے وقت لاہور 22،23۔ مارچ 1980ء)

تقریر: مسز اندرا گاندھی نے کہا دار العلوم دیوبند نے ہندوستان میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان رواداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اس نے دیگر اداروں کے ساتھ مل جل کر آزادی کی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔ انھوں نے دار العلوم کا موازنہ اپنی پارٹی کانگریس سے کیا۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی 23 مارچ)

تصویر: روزنامہ جنگ کراچی 13 پریل کی ایک تصویر میں مولویوں کے جھرمٹ میں ایک ننگے منہ ننگے سر برہنہ بازو۔ عورت کو تقریر کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور تصویر کے نیچے لکھا ہے، مسز اندرا گاندھی دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر تقریر کر رہی ہیں۔

روزنامہ، نوائے وقت، لاہور ۹ اپریل کی تصویر میں ایک مولوی کو اندرا گاندھی کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور تصویر کے نیچے لکھا ہے، مولانا راحت گل مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کرنے کے بعد واپس آرہے ہیں۔

دیگر شرکاء: جشن دیوبند میں مسز اندرا گاندھی کے علاوہ مسٹر راج نرائن، جگ جیون رام، مسٹر

بھوگنا نے بھی شرکت کی۔ (جنگ کراچی ۱۱۔اپریل)

سنجے گاندھی کی دعوت: اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے کھانے کا وسیع انتظام کرر کھا تھا۔ سنجے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا۔ جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔ بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں ہندوؤں اور سکھوں نے بھی دار العلوم کے ساتھ تعاون کیا۔ (روزنامہ امروز لاہور ۹۔اپریل ہندوؤں کا شوق میزبانی)

کئی مندوبین (دیوبندی علماء) کو ہندو اصرار کر کے اپنے گھر لے گئے جہاں وہ چار دن ٹھہرے۔ (روزنامہ امروز لاہور 27۔مارچ 1980ء)

حکومتی دلچسپی: اندرا گاندھی اور سنجے گاندھی وغیرہ کی ذاتی دلچسپی کے علاوہ اندرا حکومت نے بھی جشن دیوبند کے سلسلہ میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس جشن کے خاص انتظام و اہتمام کے لئے ملک و حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آگئی اور بڑے بڑے سرکار حکام نے بہت پہلے سے اس کو ہر اعتبار سے کامیاب با مقصد اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے اپنے آرام و سکون کو قربان کر دیا۔ اور شب و روز اسی میں لگے رہے ریلوے، ڈاک، پریس، ٹی وی، ریڈیو اور پولیس کے حفاظتی عملہ نے منتظمین جشن کے ساتھ جس فراخدلی سے اشتراک و تعاون کیا ہے۔ اس صدی میں کسی مذہبی جشن کے لئے اسکی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔

(ماہنامہ فیض رسول براؤن بھارت۔ مارچ 1980ء)

ڈیڑھ کروڑ: جشن دیوبند کے مندوبین نے واپسی پر بتایا کہ جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے اور 60 لاکھ روپے دار العلوم نے اس مقصد کے لئے اکٹھے کئے۔ (روزنامہ امروز لاہور 27 مارچ 1980ء)

لاکھ: مرکزی حکومت نے قصبہ دیوبند کی نوک پلک درست کرنے کے لئے، 30 لاکھ روپیہ کی گرانٹ الگ مہیا کی۔ روٹری کلب نے ہسپتال کی صورت میں اپنی خدمات پیش کیں۔ جس میں

دن رات ڈاکٹروں کا انتظام تھا۔(روزنامہ جنگ راولپنڈی 2 اپریل 1980ء)

مفتی محمود نے اسٹیج پر مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کی اور ان سے دہلی جانے اور ویزے جاری کرنے کے لئے کہا۔اس پر اندرا گاندھی نے ہدایت جاری کی کہ اسے ویزے جاری کر دیئے جائیں۔چنانچہ بھارتی حکومت نے دیوبند میں ویزا آفس کھول دیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 26 مارچ 1980ء)

دیوبند کے تبرکات: زائرین دیوبند و جشن دیوبند میں شرکت کے علاوہ واپسی پر وہاں سے بے شمار تحفے تحائف بھی ہمراہ لائے ہیں ان میں کھیلوں کا سامان ہاکیاں طور کر کٹ گیندوں کے علاوہ سیب، گنے، ناریل، کیلا، انناس، کپڑے، جوتے، چوڑیاں، چھتریاں اور دوسرا سینکڑوں قسم کا سامان شامل ہے۔حد تو یہ ہے کہ چند ایک زائرین اپنے ہمراہ لکڑی کی بڑی بڑی پارٹیشنین بھی لاہور لائے ہیں۔(روزنامہ مشرق۔نوائے وقت 26 مارچ 1980ء)

احتشام الحق تھانوی: کراچی 22 مارچ مولونا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ دار العلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا خالص مذہنی اور عالمی اجتماع ہے اس کا افتتاح ایک (غیر مسلم اور غیر محرم خاتون) کے ہاتھ سے کرا کر نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی رویات کے خلاف ہے بلکہ ان بر گزیدہ مذہنی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں سے اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حقیقت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ ایشیا کی دینی درسگاہ کے اس خالص مذہبی صد سالہ اجلاس کو ملکی سیاست کے لئے استعمال کرنا ارباب دار العلوم کی جانب سے مقدس مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین قسم کی استخوان فروشی ہے ہم ارباب دار العلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔اس شرمناک حرکت کی ذمہ داری دار العلوم دیوبند کے منتظمین پر ہے۔ جنہوں نے دار العلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا ہے۔

(روزنامہ امن کراچی 24۔مارچ 1980ء) وقار انبالوی: مولانا احتشام الحق صاحب کا یہ کہنا (بہ دیو بند مسز اندرا ایں چہ بوالعجبی است) کی وضاحت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ یہ تو اب تاریخ دیو بند کا ایک ایسا موڑ بن گیا ہے کہ مورخ اسے کسی طرح نظر انداز کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے دامن سے یہ داغ شاید ہی مٹ سکے۔ وقتی مصلحتوں نے علمی غیرت اور حمیت فقر کو گہنا دیا تھا۔ اس فقیر کو یاد ہے کہ متحدہ قومیت کی ترنگ میں ایک مرتبہ بعض علماء سوامی سر دہانند کو جامع مسجد دہلی کے منبر پر بٹھانے کا ارتکاب بھی کر چکے ہیں لیکن دو برس بعد اسی سر دہانند نے مسلمانوں کو شدھی کرنے یا بھارت سے نکالنے کا نعرہ بھی لگایا تھا۔

(نوائے وقت 29 مارچ 1980ء)

جشن دیو بند پر قہر خداوندی: دار لعلوم دیو بند کے اجلاس صد سالہ کے بعد سے (جس میں کچھ باتیں ایسی بھی ہوئیں جو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نظر عنایت سے محروم کرنے والی تھیں) ایک خانہ جنگی شروع ہوئی جو برابر جاری ہے اور اس عاجز کے نزدیک وہ خداوندی قہر و عذاب ہے۔

راقم سطور 60 سال پرانی سے اخبار اور رسائل کا مطالعہ کرتا رہا ہے ان میں وہ رسالے اور اخبارات بھی ہوتے ہیں جن میں سیاسی یا مذہبی مخالفین کے خلاف لکھا جاتا تھا اور خوب خبر لی جاتی تھی۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ ان میں سے کسی کے اختلافی مضامین میں شرافت کو اتنا پامال اور رزالت و سفالت کا ایسا استعمال کیا گیا ہو جیسا کہ ہمارے دار العلوم دیو بند سے نسبت رکھنے والے ان مجاہدین قلم نے کیا ہے۔ پھر ہماری انتہائی بدقسمتی کہ ان میں وہ حضرات بھی ہیں جو دار العلوم کے سند یافتہ فضلاء بتلائے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنوء فروری 1981ء الاعتصام لاہور 20 مارچ)

سیارہ ڈائجسٹ: اناری اسٹیشن پر ٹکٹیں خریدی گئیں تو پتہ چلا کہ حکومت بھارت نے (جشن دیو بند کے) شرکاء کو یکطرفہ کرایہ میں دو طرفہ سفر کی رعایت دی ہے۔ بعض لوگ کفار کی طرف سے

اس رعایت یا مدد کو مسترد کرنے پر اصرار کر رہے تھے۔ مگر جب انہیں بتایا گیا کہ اسی کافر حکومت نے جشن دیو بند کی تقریبات کے انتظامات پر ایک کروڑ سے زائد رقم لگائی ہے اور گیسٹ ہاؤس بھی بنوادیا ہے۔ تو یہ اصحاب ندامت سے بغلیں جھانکنے لگے۔ دیو بند میں اندرا گاندھی، جگ جیون رام، چرن سنگھ، جیسی معروف شخصیتیں آئی ہوئی تھیں۔ اور دیو بند تقریبات پر حکومت نے 1 کروڑ 20 لاکھ روپے صرف کئے اور ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ دیو بند کی افتتاحی تقریب میں جب اندرا گاندھی نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو ہندوستانی قومیت کے تصور ہم آہنگ کر کے مسلم قومیت کے تصور کی بیخ کنی کی تو وہاں موجود چوٹی کے علماء کو السام کے اس عظیم اور بنیادی فلسفہ کی تشریح اور تصیح کی جراءت نہ ہوئی۔ حکیم الامت (اقبال) نے کانگریس کے علماء کی اسی ذہنی کیفیت کو بھانپ کر فرمایا تھا:

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ

زدیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

تلاوت و ترانہ کے بعد اسٹیج پر کچھ غیر معمولی حرکات کا احساس ہوا۔ اس لئے کہ شریمتی اندرا گاندھی افتتاح اجلاس میں آرہی ہیں۔ اسٹیج پر موجودہ تمام عرب وفود دورویہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اندرا گاندھی ان سب کے خوش آمدید کا مسکراہٹ سے جواب دیتے ہوئے آئیں۔ انہیں مہمان خصوصی کی کرسی پر جو صاحب صدر اور قاری محمد طیب کی کرسیوں کے درمیان تھی بٹھایا گیا (جبکہ دیگر بڑے بڑے علماء بغیر کرسی کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ شریمتی کو دیکھنے کے لئے زبردست ہلچل مچی تمام حاضرین اور خصوصا پاکستانی شرکاء شریمتی کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ شریمتی ایک مرصع اور سنہری کرسی پر لاکھوں لوگوں کے سامنے جلوہ گر تھیں۔ شریمتی نے سنہری رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھ میں ہلکے رنگ کا ایک بڑا سا پرس تھا۔ قاری محمد طیب صاحب کے خطبہ ء استقبالیہ کے دوران مصر کے وزیر اد قاف عبد اللہ سعود نے

شریمتی اندرا گاندھی سے ہاتھ ملایا۔ نیز شریمتی ارو مفتی محمود صاحب تھوڑی دیرا سٹیج پر کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہے۔ (بعض شرکاءدیوبند کا کہنا ہے کہ اندرا گاندھی بن بلائی آئی تھی) اگر یہ درست مان لیا جائے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے مہمان خصوصی کی کرسی پر کیوں بٹھایا گیا تقریر کیوں کرائی گئی ؟ چرن سنگھ اور جگ جیون رام وغیرہ نے ایک مذہبی سٹیج پر کیوں تقاریر کیں ؟ کیا یہ سب کچھ دارالعلوم دیوبند کے منتظمین کی خواہش کے خلاف ہوتا رہا؟ دراصل ایک جھوٹ چھپانے کے لئے انسان کو 100 اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ کاش ! خدا علماء کو سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ایک پاکستانی ہفت روزہ میں مولانا عبدالقادر آزاد نے غلط اعداد و شمار بیان کئے ہیں۔ یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے ان کے مطابق 10 ہزار علماء کا وفد پاکستان سے گیا تھا۔ حالانکہ علماء وطلبہ ملا کر صرف 850 افراد ایک خصوصی ٹرین کے ذریعے دیوبند گئے تھے۔ اجتماع کی تعداد مولانا نے کم از کم 1 کروڑ بتائی ہے۔ حالانکہ خود منتظمین جلسہ کے بقول پنڈال 3 لاکھ آدمیوں کی گنجائش کے لئے بنایا گیا تھا۔ کاش ! ہم لوگ حقیقت پسند بن جائیں۔ اعداد و شمار کو بڑھا بڑھا کر بیان کرنا انتہائی افسوس ناک ہے۔ عرب وفود کیلئے بعام و قیام کا عالیشان انتظام تھا۔ ڈائینگ ہال اور اس بعام کا ٹھیکہ دہلی کے انٹر کانٹی نینسٹل ہوٹل کا تھا۔ عربوں کے لئے اس خصوصی انتظام نے مساوات اسلامی سادگی اور علماء ربانی کے تقدس کے تصور کی دھجیاں اڑا دیں۔ ایسا لگتا تھا کہ کل انتظام کا 57 فیصد توجہ عرب وفود کی دیکھ بھال اور اہتمام کی وجہ سے تھا۔

(ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور جون 1980 آنکھوں دیکھا حال)

سیدہ اندرا گاندھی: روزنامہ اخبار الاعالم الاسلامی سعودی عرب نے لکھا کہ سعودی حکومت نے دارالعلوم دیوبند کو 10 لاکھ روپے وظیفہ دیا۔ جبکہ سیدہ اندرا گاندھی نے جشن دیوبند کے افتتاحی اجلاس میں خطاب کیا۔

14 جمادی الاولیٰ 1400ھ غلام خان در مدح مشرک: روزنامہ جنگ راولپنڈی یکم اپریل 1980ء کی اشاعت میں ایک باتصویر اخباری کانفرنس میں مولوی غلام خاں کا بیان شائع ہوا کہ جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے بھارت کی حکومت نے بڑا تعاون کیا ہے۔ سوا کروڑ روپے خرچ کر کے اندرا حکومت نے اس مقصد کے لئے سڑکیں بنوائیں، نیا اسٹیشن بنوایا ہم سے نصف کرایہ لیا اور دیوبند کی تصویر والی ٹکٹ جاری کی۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بھارت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے وہاں باہر سے کوئی چیز نہیں منگواتے اس کے مقابلے میں پاکستان اب بھی گندم تک باہر سے منگوا رہا ہے۔ پاکستان میں باہمی اختلافات اور نوکر شاہی نے ملک کو ترقی کی بجائے نقصان کی طرف گامزن کر رکھا ہے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی)

یاد رہے: کہ مولوی غلام خاں کا یہ آخری اخباری بیان تھا۔ جس میں اس موحد نے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرح صد سالہ جشن دیوبند کو بدعت قرار دینے اور دیگر تکلفات و فضول خرچی بالخصوص ایک دشمن السام و پاکستان بے پردہ و غیر محرم کافرہ مشرکہ کی شمولیت کی پر زور مذمت کرنے کی بجائے الٹا جشن دیوبند کی کامیابی و اندرا گاندھی کی کامیابی و احسانات کے ذکر و بیان کے لئے باقاعدہ پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اور اندرا حکومت کی توصیف اور اس کے بالمقابل پاکستان کی تنقیص کی گئی اور ساری عمر غیر اللہ کی امداد استمداد کا انکار کرنے والوں نے اندرا حکومت کے بڑے تعاون کو بڑے اہتمام سے بیان کیا۔ اور ساری عمر یا رسول اللہ ﷺ پکارنے والے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک و بدعتی قرار دے کر مخالف کرنے والے آخر عمر میں کافرہ مشرکہ کی مدح کرنے لگے۔ جس پر قدرت خداوندی کے تحت آخری انجام بھی عجیب و غریب اور عبرتناک ہوا۔

ادری محمد طیب: مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی دیوبند سے بید خلی کے باعث اسی کشمکش میں دنیا سے چل بسے جو جشن دیوبند کی نحوست و شامت کے باعث خانہ جنگی کی صورت میں پیدا ہوئی۔ حتیٰ

کہ آخری وقت ان کا جنازہ بھی دار العلوم میں سے نہ گزرنے دیا گیا۔

(روزنامہ جنگ 21اگست 1983ء)

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

اندراگاندھی کا مرثیہ: بھارتی وزیر اعظم آنجہانی مسز اندرا گاندھی کے قتل پر جس طرح پاکستان میں موجود سابق قوم پرست علماء اور کانگریس کے سیاسی ذہن و فکر کے ترجمان وارثان منبرہ محراب نے تعزیت کی ہے وہ کوئی قابل فخر اور دینی حلقوں کیلئے عزت کا باعث نہیں ہے۔ قومی اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ نظام العلماء پاکستان کے نامور رہنماؤں مولانا محمد شریف وٹو مولانا زاہد الراشدی اور مولانا بشیر احمد شاد نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اندرا گاندھی نے اپنے اقتدار میں جمعیت علماء ہند اور دار العلوم دیوبند کی قومی خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا اور ہر طرح کی معاونت اور حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ نیز ان رہنماؤں نے یہ بھی کہا کہ اندرا نے جشن دیوبند میں اکابر دیوبند سے اپنے خاندانی تعلقات کا بر ملا اظہار کیا یہ پڑھ کر انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ سیکولرازم کے علمبر اداران سابق کانگرسی علماء کو ابھی تک اندرا کے خاندانی تعلق پر کس قدر فخر ہے۔ کس قدر ستم کی بات ہے کہ ان مٹھی بھر لوگوں نے ابھی تک اپنے دل میں پاکستان کی محبت کی بجائے اندار گاندھی سے تعلق کو سجا رکھا ہے۔اس لئے پاکستان کی تلخیاں اپنے دل سے نہیں نکال سکے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کو ان کے اپنے قول کے مطابق جس طرح فرزندان دیوبند کو اکثریت غلیظ گالیوں سے نوازتی تھی وہ فکر آج تک ان لوگوں کے سینوں میں عداوتِ پاکستان کا ایک تناور درخت بن چکی ہے، ورنہ اس وقت پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو کا جناب سید احمد بریلوی اور جناب اسماعیل دہلوی سے فکری تعلق جوڑنے کی کیا ضرورت تھی، دیوبند کے ان رہنماؤں نے یہ بیان دے کر آج بھی دو قومی نظریے کی نفی کی ہے۔ تحریک پاکستان میں ہندوؤں کے ساتھ کانگریسی خیال کے علماء کے کردار کو نمایاں کرنا ہمارے لئے

باعثِ شرم ہے۔(روزنامہ آفتاب لاہور 3نومبر 1984ء)

دیوبند بریلی کی راہ پر: ماہ جمادی الاخر 1409ھ میں اہلسنت کی دیکھا دیکھی علمائے دیوبند نے بھی دھوم دھام سے نہ صرف یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منایا بلکہ عین یوم وصال 22جمادی الاخر کو مختلف مقامات پر جلوس نکالا اور سرکاری طور پر نہ صرف یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلکہ ایام خلفائے راشدین منانے اور یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تعطیل کرنے کا مطالبہ کیا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(اخبار جنگ لاہور، یکم فروری، نوائے وقت 2.3فروری مشرق لاہور 30جنوری 1989ء)

نیز ایک دیوبندی انجمن سیالکوٹ کی طرف سے 22رجب کو یوم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی سرکاری طور پر منانے اور اس دن تعطیل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

(نوائے وقت 13فروری 1989ء)

انجمن سپاہ مصطفیٰ ﷺ بنام سپاہ صحابہ: رحیم یار خان اور صادق آباد میں بھی دیوبندی سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بڑے اہتمام سے جلوس نکالا گیا چنانچہ انجمن سپاہ مصطفیٰ رحیم یار خان نے دیوبندی علماء سے جواب طلبی کی کہ بتاؤ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس ناجائز کیوں؟ اور وصال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جلوس جائز کیوں؟ اس پر انجمن سپاہ صحابہ کے دیوبندی علماء پر سناٹا چھا گیا۔ البتہ مولوی محمد یوسف دیوبندی نے ذرا ہمت کی اور انجمن سپاہ صحابہ کے مولوی حق نواز جھنگوی وغیرہ پر بدیں الفاظ فتویٰ عائد کیا کہ لوگوں نے ایک نئے انداز سے صحابہ کرام کے دن منانے شروع کر دیئے ہیں کو کہ صریح بدعت اور شرعاً ناپسندیدہ فعل ہے نہ ہی شریعت مقدسہ میں اس قسم کے جلوسوں کی اجازت ہے اور نہ ہی علماء دیوبند کا ان جلوسوں سے کوئی تعلق ہے، اللہ تعالیٰ ان (حق نواز دیوبندی وغیرہ) کو ہدایت دے کہ بدعات کے اختراع کی بجائے سنتوں کو زندہ کریں۔ (مولوی محمد یوسف دار العلوم عثمانیہ) چک نمبر پی 88رحیم یار

خان بتاریخ 24 جمادی الاخر 1409ھ۔ بمصداق مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری مولوی محمد یوسف دیوبندی کے فتویٰ سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کی انجمن سپاہ صحابہ اور بالخصوص اس انجمن کے لیڈر مولوی حق نواز جھنگوی اور ان کے رفقاء گمراہ و بدعتی ہیں جنہوں نے صریح بدعت و شرعاً ناپسندیدہ فعل اور بدعات کے اختراع کا ارتکاب کیا ہے، بلکہ مولوی یوسف دیوبندی کے علاوہ باقی تمام علماء دیوبند۔ مولوی سرفراز گکھڑی، عنایت اللہ بخاری اور ضیاء القاسمی دیوبندی وغیرہ ہم بھی مولوی حق نواز دیوبندی کے شریک جرم ہیں۔ جنہوں نے سپاہ صحابہ کے بدعات کے مظاہرہ پر اپنی خاموشی سے کم از کم نیم رضامندی کا ثبوت دیا۔ مذکورہ تمام ناقابل تردید حقائق و شواہد اور حوالہ جات سے فرزندان نجد و دیوبند غیر مقلدین و دیوبندی علماء کا دورخا منافقانہ کردار واضح ہو گیا۔ کہ ان لوگوں کو محض شان رسالت و ولایت سے عداوت کے باعث میلاد شریف اور عرس و گیارہویں شریف سے عناد ہے اور خود ساختہ جشن دیوبند و بدعات اہلحدیث سے انہیں کوئی تکلیف نہیں۔

نوٹ: یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح یک محرم 1421ھ کو دیوبندی انجمن سپاہ صحابہ نے ملک بھر میں یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی منایا اور جلوس بھی نکالا۔

تم جو بھی کرو بدعت ایجاد روا ہے، اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے۔

آخر میلاد ہی سے بغض کیوں؟

شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ (متوفی 1317ھ) مرشد اکابرینِ دیوبند فرماتے ہیں کہ: اور مشرب (طریقہ) فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولد (میلاد) میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ)۔ شمائم امدادیہ کے ص نمبر 47 اور 50 پر درج ہے کہ حاجی صاحب نے ایک سوال، میلاد النبی کے انعقاد کے بارے ان کی کیا رائے ہے؟ کے جواب میں فرمایا: مولد شریف

تمام اہل حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا ذکر کیسے مزموم ہو سکتا ہے۔

علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ (1325ھ):

حرمین شریفین کے علمائے کرام نے علمائے دیوبند سے اِختلافی واِعتقادی نوعیت کے (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325ھ میں مولانا خلیل احمد سہارن پوری (1269-1346ھ) نے اِن سوالات کا تحریری جواب دیا، جو (المھند علی المفند) نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ اِن جوابات کی تصدیق (24) نام وَر علمائے دیوبند نے اپنے قلم سے کی، جن میں مولانا محمود الحسن دیوبندی (م 1339ھ)، مولانا احمد حسن امروہوی (م 1330ھ)، مفتی اعظم دار العلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن (م 1347ھ)، مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) اور مولانا عاشق اِلٰہی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ اِن (24) علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ (المھند علی المفند) میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ کتاب مذکورہ میں اِکیسواں سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ اس کی عبارت ہے: کیا تم اس کے قائل ہو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر شرعاً قبیح سیئہ، حرام (معاذ للہ) ہے یا اور کچھ؟ علمائے دیوبند نے اِس کا متفقہ جواب یوں دیا: حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ ﷺ کے نعلین اور آپ ﷺ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعتِ سئیہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم ﷺ سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلی درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکر ولادت شریف کا ہو یا آپ ﷺ کے بول و براز، نشست و برخاست اور بے داری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ (براہین قاطعہ) میں متعدد جگہ بالصراحت مذکور ہے۔ (المھند علی المفند، ص 60)

علمائے دیوبند کا متفقہ فتویٰ: میلاد النبی ﷺ اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ آپ ﷺ کے بول و براز کا ذکر ہو یا سواری کا۔ (المہند، ص64 ادارہ اسلامیات اردو بازار لاہور) (المہند صفحات 146، 247 مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی، چشتی)

جب علمائے دیوبند کا متفقہ فتویٰ ہے کہ میلاد النبی ﷺ اعلیٰ درجہ کا مستحب عمل ہے تو میرے بھائی مستحب عمل پر ثواب ملتا ہے گناہ نہیں تو پھر میلاد کے خلاف فتوے اور میلاد منانے والے مسلمانوں کے خلاف فتوے بازی کیوں صرف تفرقہ و انتشار اور فساد پھیلانے کے لیے۔ خدارا نفرتیں پھیلانا چھوڑو آؤ مل کر میلاد منائیں جہاں جہاں خرافات و منکرات ہیں ہم سب ان کے مخالف ہیں مگر کچھ جہلا کے عمل کو سامنے رکھ کر میلاد جیسے اعلیٰ درجے کے مستحب عمل کو ہدف تنقید مت بنایئے۔ اللہ ہدایت عطاء فرمائے آمین۔

(میلاد النبی ﷺ) دیوبند کے حکیم الامت کی نظر میں

دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی میلاد النبی ﷺ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ہم اسے باعث برکت سمجھتے ہیں اور جس مکان میں عید میلاد منائی جائے اس میں برکت ہوتی ہے (ارشاد العباد فی عید میلاد، ص4)

حضور ﷺ کا وجود سب سے بڑی نعمت ہے یومِ ولادت پیر اور تاریخ ولادت (12) ربیع الاوّل باعث برکت ہیں اس دن و یوم میلاد سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(ارشاد العباد فی عید میلاد، ص5،6، چشتی)

ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ دیگر اذکار خیر کی طرح ثواب اور افضل ہے۔

(امداد الفتاویٰ، ج11 ص351 مطبوعہ انڈیا، چشتی)

میلاد النبی ﷺ مستحب عمل ہے اس شامل منکرات کو ترک کرنا چاہیئے نہ کہ مستحب عمل کو۔

(مجالس حکیم الامت ص نمبر 160 مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

اے اہلیانِ دیوبند آپ کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب میلاد النبی ﷺ کو مستحب عمل قرار دے رہے ہیں ذرا بتایئے مستحب عمل کرنے پر ثواب ملتا ہے یا گناہ؟ سنیے ہم بھی مستحب سمجھ کر میلاد مناتے ہیں فرض یا واجب نہیں۔ رہی بات منکرات کی تو ہم سخت مخالف ہیں اور رد کرتے ہیں ان غیر شرعی افعال کا جو کچھ جہلا شامل کر لیتے ہیں۔

بانی دیوبند سے سوال کیا گیا مولانا عبد السمیع رامپوری میلاد مناتے ہیں آپ کیوں نہیں مناتے کہا انہیں حب رسول ﷺ کا بڑا درجہ حاصل ہے دعا کرو مجھے بھی حاصل ہو جائے۔

(مجالس حکیم الامت، ص 124)۔ معلوم ہوا میلاد محبت رسول ﷺ والے ہی مناتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کا ذکر پاک طاعون سے چھٹکارے کا سبب ہے محفل میلاد ہر روز مناؤ سرکار ﷺ کا ذکر پاک کرو آپ ﷺ کے ذکر کی کتاب پڑھنے سے مصائب دور ہوتے ہیں۔ (خطباتِ میلاد رسالہ النور، ص 113، 112، چشتی)

یہی ہم کہتے ہیں مٹھائی بانٹنا یا لنگر کا اہتمام شرط میلاد نہیں ہے اور نہ اہلسنت یہ کہتے ہیں ہاں اگر کوئی اہتمام کرے تو ناجائز بھی نہیں ہے علمائے دیوبند و اہلسنت دونوں سے ایصال ثواب ثابت ہے

مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی کہتے ہیں: جب ابو لہب جیسے بد بخت کافر کے لیے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیوں کر اعلی مراتب حاصل نہ کرے گا۔

(احسن الفتاوی 348، 347)

مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں: میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ اس میں کسی فعل ممنوع کا ارتکاب نہ ہو، یہ دونوں جائز ہیں۔ ان کو ناجائز کہنے کے لیے دلیل شرعی ہونی چاہیے۔ مانعین کے پاس اسکی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟ یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے نہ کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا ممانعت کی دلیل نہیں بن

سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اسکو ناجائز نہیں کر سکتا۔(فتاوی مظہری436،435)

علامہ عبدالحئ لکھنوی لکھتے ہیں: جس وقت بھی محفل میلاد کی جائے، باعثِ ثواب ہے اور حرمین شریفین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاوّل کا چاند دیکھ کر میلاد کا اہتمام کرتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، خوشی کا اظہار کرتے ہیں، کارِ خیر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نعت اور سماعت میلاد کا اہتمام کرتے ہیں اور روح پرور محافل کا انعقاد کرتے ہیں، یہ ان کے معمولات میں شامل ہیں۔(مجموعۃ الفتاویٰ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں ہر سال حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی میں کھانا پکوایا کرتا تھا لیکن ایک سال مجھے سوائے بھنے ہوئے چنوں کے اور کچھ مجھے میسر نہیں ہوا۔ چناں چہ میں نے وہی بھنے ہوئے چنے لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ اسی رات کو خواب میں مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہی بھنے ہوئے چنے حضور سیّد عالم ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اُن سے بہت خوش نظر آرہے ہیں۔(الدرالثمین)

شاہ ولی للہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عید میلاد النبی ﷺ کے دن مکہ کے لوگ مقامِ ولادت پر جمع ہو کر صلوۃ وسلام بھیجتے ہیں۔ یہ وہی شاہ ولی للہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہیں جن کو اکابر دیوبند اور غیر مقلد اہلحدیث اپنے اسلاف میں شمار کرتے ہیں، چنانچہ یہ دونوں فرقوں کے مسلمہ بزرگ ہیں۔ کیا ان کی بات کو بھی نہیں مانو گے؟

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں: اِس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرت ﷺ نہیں کر سکتے تو ہر اُسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں اِلتزام اِس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظِ سیرت و سمت و دل وہدی و ولادت و وفات آنحضرت ﷺ کا کریں۔ پھر ایامِ ماہِ ربیع الاول

کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور اُن روایات واخبار وآثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔
(الشمامہ العنبریہ من مولد خیر البریہ، ص5)
نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں: جسے آپ ﷺ کے میلاد کا حال سن کر اور آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی نہ ہو وہ مسلمان نہیں اور واقعہ شقِ صدر چار بار ہوا۔
(الشمامۃ العنبریہ، ص12)
نواب صاحب کے فرمان پر وہ لوگ اپنا محاسبہ کرلیں جو میلاد النبی ﷺ پر شرک وبدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔
علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ (1263۔1328ء) اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم میں لکھتے ہیں: اور اسی طرح اُن اُمور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں، میلادِ عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ سے مشابہت کے لیے یا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس محبت اور اِجتہاد پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر، اُن لوگوں کو جنہوں نے یومِ میلاد النبی ﷺ کو بہ طور عید اپنایا۔
(ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفہ اُصحاب الجحیم: 404)
دوسری جگہ لکھتے ہیں: میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنا لینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اِس میں اُس کے لیے اَجر عظیم بھی ہے کیوں کہ اُس کی نیت نیک ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم بھی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک ایک اَمر اچھا ہوتا ہے اور بعض مومن اسے قبیح کہتے ہیں۔
(ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفہ اُصحاب الجحیم: 406)

منکرین میلاد سے چند سوال؟اور ہم اپنے جلسے جلوس واجتماع دین سمجھ کر نہیں کرتے کا جواب

تمام سوالات کے جوابات قرآن وحدیث اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں دیے جائیں اور گالم گلوچ وبیہودہ گوئی سے پرھیز کی جائے:اس لیے میلاد النبی ﷺ پر اعتراضات کرنے والے دیوبندی وہابی علماء و مبلغین اور فیس بکی مقتیے قرآن وحدیث اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان باتوں کو ثابت کریں اور منکرین میلاد بحوالہ جواب دیں گالم گلوچ اور اوٹ پٹانگ باتوں سے کام نہیں چلے گا جواب دیں: ↓

نبی کریم ﷺ نے سیرت کانفرنس کتنی بار منائی تھی؟

نبی کریم ﷺ نے جشن بخاری کتنی بار منایا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے دفاع پاکستان کانفرنس کتنی بار منائی تھی؟

نبی کریم ﷺ نے جشن نزول قرآن کتنی بار منایا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے جلوس مدح صحابہ کتنی بار نکالا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے یوم صحابہ کتنی بار منایا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے جشن دیوبند کتنی بار منایا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے اہلحدیث کانفرنس کتنے بار منائی تھی؟

نبی کریم ﷺ یوم احسان الٰہی ظہیر کتنی بار منایا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے یوم نانوتوی کتنی بار منایا تھی؟

نبی کریم ﷺ نے جہاد کانفرنس کتنی بار منائی تھی؟

نبی کریم ﷺ نے یوم شھداء کتنی بار منایا تھا؟

نبی کریم ﷺ نے کتنی مسجدوں کے مینار بنائے تھے؟

یہ سعودی ڈبے کہاں سے آیا ہے؟

کیا یہ ضلالت اور بربادی کی طرف لے جانے والی بدعت نہیں؟ عید میلادُ النّبی ﷺ کو شرک وبدعت قرار دینے والوں کے لیے سعودی ڈے کا اہتمام کس طرح ایمان اور اسلام بن جاتا ہے؟

ان کے یہ بڑے بڑے مدارس کہاں سے آئے ہیں؟

کیا ان مدارس کا نصاب اور قیام کل کا کل بدعت نہیں؟

مکہ شریف اور مدینہء منورہ کی مساجد پر لگائے گئے یہ لاکھوں کروڑوں روپیوں کے مینار اور گنبد کہاں سے آئے ہیں؟ کیا یہ کھلی ہوئی بدعت نہیں؟

سعودی کرنسی پر یہ گمراہ وہابی نجدی حکمرانوں کی تصاویر کہاں سے آئی ہیں؟

کیا یہ جہنم میں لے جانے والی نجدی بدعت وہابیوں کی پیداوار نہیں؟

یہ سعودی عرب کا نام کہاں سے آیا ہے؟

کیا یہ مقدس ترین ملک نجدیوں وہابیوں کے باپ داداوں کی ملکیت تھی جو اسے ظالم و جابر سعود نامی بدنام زمانہ غاصب حکمراں کے نام منسوب کر دیا گیا؟

یہ وہابیوں کے اخبارات اور رسائل کہاں سے آئے ہیں؟ کیا یہ بدعت نہیں؟

یہ پرنٹ کیا ہوا کاغذ پر قرآن کہاں سے آیا ہے؟

کیا اس طرح قرآن کو چھاپنے کی ہدایت اللہ ورسول ﷺ نے دی ہے؟

یہ پریس سے چھپی حدیث مبارکہ کی کتابیں کہاں سے آئی ہیں؟

کیا یہ حدیث کی کتابوں کا جدید انداز میں چھاپنا اور منظر عام پر لانا بدعت نہیں؟

یہ سیرت کے جلسے اور اہلحدیث کانفرنسوں کی بدعات کا سلسلہ کہاں سے آیا ہے؟

یہ اہل حدیث اور سلفی نام کا بدعتی فرقہ کہاں سے آیا ہے؟

یہ شوشل میڈیا کے ذریعے وہابی فرقہ کے گمراہ کن عقائد و نظریات کی تبلیغ واشاعت کی اجازت کہاں سے آئی ہے؟

یہ ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی کو سعودی حکومت کے ذریعے دیے جانے والے سعودی ایوارڈ کی بدعت کہاں سے آئی ہے؟

صد سالہ جشنِ دیوبند اور صد سالہ جشنِ جمعیت علمائے اسلام دیوبند کس دلیل سے جائز ہیں؟

کیا یہ جشن منانا بدعت و گمراہی نہیں ہے؟

ہم اپنے جلسے جلوس و اجتماع دین سمجھ کر نہیں کرتے: ↓

منکرینِ میلادُ النّبی ﷺ جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اپنے جلسے جلوس و اجتماع دین سمجھ کر نہیں کرتے۔ بدعت کے دوروں میں مبتلا یہ لوگ اپنا ایک خود ساختہ من گھڑت قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ: (دین کے لیے) نیا اچھا کام جائز ہے اور (دین میں بدعت) نیا اچھا کام ایجاد کرنا ناجائز ہے۔ یا پھر (لغوی بدعت) کہہ کر اپنے جدید کاموں کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ ذکرِ میلادُ النّبی ﷺ، صلوۃ و سلام اور ایصال ثواب کی محافل وغیرہ کو بدعت کہتے ہیں۔

اس فریب کے جواب سے قبل (ہم دین سمجھ کر نہیں کرتے) کہنے والوں سے کچھ سوال: ↓

کیا دین اور دنیا الگ ہیں؟ اس زمین کا خالق کون؟ اس آسمان کا خالق کون؟

اس سورج، چاند، اور ستاروں کا خالق کون؟ ہمارا خالق کون؟

ہمیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کس نے دی؟ ہمیں اچھے اور برے کی کس نے پہچان کروائی؟

وہ قوانین جو سائنس کے ذریعے ہم دریافت کر رہے ہیں کس نے بنائے؟

وہ چیزیں جنہیں ہم کھا پی کر زندہ ہیں کس نے پیدا کی؟ کیا اللہ ہماری بات سننے پہ قادر ہے؟

کیا وہ ہماری ہر بات سنتا اور ہر خیال جانتا ہے؟ کیا وہ ہمارا ہر عمل دیکھتا ہے؟

کیا وہ ہماری نیتوں سے واقف ہے؟ کیا جس طاقت کے ذریعے ہم اس دنیا میں عمل بجالاتے ہیں اور ہماری اپنی یعنی ذاتی ہے یا حاصل کی ہوئی ہے؟

کیا قیامت میں ہمارے عمل کا حساب ہوگا؟

کیا ہم اپنی مرضی سے ہر وہ کام کر سکتے ہیں جس کا خیال ہمارے دل میں آئے؟

کیا اگر وہ رسول نہ بھیجتا تو ہم اس اکبر، سبحان، علی، حی خدا کو پہچان سکتے؟

آخرت کے لیے ثواب اور ہم نیکیاں کہاں کماتے ہیں؟

کیا ہم نیکی اس کے حکم پہ عمل کر کے کماتے ہیں یا جس کام کو ہم صحیح سمجھیں اس کام کی نیکی کا اجر اللہ دے گا؟ کیا یہ دنیا آخرت کی کھیتی نہیں ہے؟ ہم کیوں پیدا ہوئے ہیں؟

کیا اس دنیا کی قدرتی موجودات کو ہم نے تخلیق کیا ہے؟ کیا اجرام فلکی ہمارے تابع ہیں؟

کیا اس دنیا میں ہم اپنی مرضی سے آئے ہیں؟ کیا اللہ اپنے علم سے ہر جگہ موجود نہیں ہے؟

ہم کہاں جائیں گے؟ کیا قرآن میں ہر شئی کا علم نہیں ہے؟ کیا ہم اللہ کی مخلوق نہیں؟

کیا موجودات اللہ کی اجازت کی محتاج نہیں کوئی بھی کام کرنے کے لیے؟

کیا اللہ محتاج ہے اور اس کا علم ہر شے کا احاطہ نہیں کرتا؟

کیا قرآن و حدیث میں کہیں یہ حکم ہے کہ ایک مسلمان کا دین اور دنیا الگ الگ ہیں؟

ذرا سوچیے تو پھر دین اور دنیا الگ کہاں ہوئے؟

(دین کے لیے) (دین میں بدعت) اور (لغوی بدعت) کی تاویل کا جواب: ↓

بدعت کے دوروں میں مبتلا لوگ ایک من گھڑت قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ (یعنی دین کے لیے) نیا اچھا کام جائز ہے اور (دین میں بدعت) نیا اچھا کام ایجاد کرنا ناجائز ہے۔ یا پھر (لغوی بدعت) کہہ کر اپنے جدید کاموں کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ ذکر میلاد النبی ﷺ، صلوۃ و سلام اور ایصال ثواب کی محافل وغیرہ کو بدعت کہتے ہیں۔

جواب: (1) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ دیوبندی اور وہابی حضرات اپنے اصول کے مطابق (یعنی دین کے لیے) اور (دین میں بدعت) کا یہ قاعدہ نبی کریم ﷺ سے ثابت کریں یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت کریں یا تابعین و تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے

ثابت کریں۔ عجیب بات ہے کہ ہم سنیوں سے تو ہر ہر بات پر ثبوت مانگا جاتا ہے لیکن خود اتنے بڑے قاعدے جس پر شریعت کا دار و مدار قائم کیا اس پر دیوبندی اور وہابی کوئی ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے لہذا ہم دیوبندیوں اور وہابیوں سے اس قاعدے کے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں؟

(2) دوسری بات یہ ہے کہ منکرین تو حدیث (ہر نیا کام گمراہی ہے) کے تحت کہتے ہیں کہ یہاں (کل) عمومیت کیلئے ہے لہٰذا ہر نیا کام گمراہی ہے۔ تو اب ہم وہابیوں سے سوال کرتے ہیں کہ (یعنی دین کے لیے) یا (لغوی بدعت) وغیرہ کہہ کر جن نئے کاموں کو دیوبندی اور وہابی جائز قرار دے کر انہیں اختیار کرتے ہیں۔ وہ سب اس (کل) کی عمومیت سے کس طرح خارج ہو گئے ہیں جب ہر بدعت (نیا کام) گمراہی ہے تو پھر یہ کہاں لکھا ہے کہ دین اسلام کے لیے (یعنی دین کے لیے) گمراہی نکالنا جائز ہے؟ گمراہی تو بہر صورت گمراہی ہے اور یہ بات حدیث شریف میں قطعاً نہیں کہ دین کے لئے (یعنی دین کے لیے) گمراہی جائز و ضروری ہے۔ اور اُس گمراہی پر عمل کرنا درست ہے۔ پس یا تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے اس قاعدے میں خرابی ہے یا کہ (معاذاللہ) اِس دین میں، جس کی تقویت کے لئے گمراہی پر عمل کی ضرورت پڑے۔ اب دین (اسلام) میں تو ہر گز ہر گز خرابی نہیں اس لئے ماننا پڑے گا کہ دیابنہ اور وہابیہ کے اس من گھڑت قاعدے میں خرابی ہے۔

(3) تیسری بات یہ ہے کہ پورا ماہِ رمضان تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے دیا اور پھر اس کے بارے میں فرمایا: (یعنی یہ اچھی بدعت ہے)۔ (بخاری شریف باب فصل من قام رمضان) (مشکوۃ شریف ج اول باب قیام شھر رمضان ص 276، چشتی)

تو اب ہم بدعت کے دوروں میں مبتلا لوگوں سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تراویح کا طریقہ نماز (یعنی دین کے لیے) ہے یا (دین میں بدعت)؟ اب دیوبندی اور وہابی جو بھی جواب دیں اس کا

ثبوت پیش کریں۔ اگر (یعنی دین کے لیے) ہے تو کیا اس کو عبادت کا درجہ دینا اور کار ثواب سمجھنا جائز ہوگا؟ اور اگر یہ عمل (دین میں بدعت) ہے تو کیا یہ (ہر نیا کام گمراہی ہے) کے مخالف ہے کہ نہیں؟ اور دین میں اضافہ ہے کہ نہیں؟ اسی طرح دیوبندی اور وہابی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ نماز تراویح کا مذکورہ عمل (لغوی بدعت ہے تو فقیر یہ سوال کرتا ہے کہ بالفرض یہی مان لیا جائے تو کیا یہ لغوی بدعت (عبادت) ہے کہ نہیں؟ اس پر اجر و ثواب ملے گا کہ نہیں؟ اور اسی طرح اگر کوئی محفل میلاد النبی ﷺ کو (یعنی دین کے لیے) سمجھ کر اختیار کرتا ہے تو یہ عمل (ہر نیا کام گمراہی ہے) سے خارج ہو کر جائز قرار پائے گا کہ نہیں؟

(4) چوتھی بات یہ ہے کہ مخالفین کا یہ خود ساختہ قاعدہ نبی کریم ﷺ پر عدم اعتماد کا مظہر ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ تو (دین میں بدعت) (دین اسلام میں) کو مستحسن فرما رہے ہیں اور جو دین اسلام میں نہ ہو (یعنی دین کے لیے) سے منع فرما رہے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ: جو کوئی (دین) اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے طریقہ کے جاری کرنے پر) ثواب ملے گا۔ اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ 327/1، چشتی) (ترمذی کتاب العلم 92/2، چشتی)

(سنن نسائی 191/1) (سنن ابن ماجہ شریف 18)

لہذا نبی کریم ﷺ تو دین اسلام میں نیا طریقہ، اچھے نئے کام کو ایجاد کرنے پر اجر و ثواب کی خوشخبری سنا رہے ہیں لیکن اعتراض کرنے والے نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے (یعنی دین اسلام میں) ایجادات کو منع کر رہے ہیں۔ اب خود سوچیے نبی کریم ﷺ (دین اسلام میں نئے کاموں) کو جائز فرما رہے ہیں اور اعتراض کرنے والے (دین اسلام میں نئے کاموں) کو گمراہی و جہالت کہہ رہے ہیں۔ معاذ اللہ یہ کلیہ حضور ﷺ کے خلاف ہوا کہ نہیں؟ کیا یہ حضور ﷺ کی مخالفت نہیں کی جا رہی؟

اور پھر یہ لوگ جو (دین میں بدعت) سے خارج ہو اس کو (دین اسلام کے لیے) کا نام دے کر اچھا قرار دیتے ہیں جبکہ حضور ﷺ (دین میں بدعت) سے خارج کو بُرا فرماتے ہیں جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (جو دین میں سے نہ ہو) یعنی جس کی اصل دین میں ثابت نہ ہو وہ رد ہے۔ پس ان (دین میں بدعت) کے منکروں کو (جو دین میں سے نہ ہو) کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔

نہ معلوم ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو دین میں نہ ہو (یعنی جس کو حضور ﷺ رد فرما رہے ہیں اُس (مردود) کو یہ منکر (یعنی دین کے لیے) کا نام دے کر اچھا کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور ﷺ (سنہ حسنہ) کہہ کر (فی الاسلام) میں داخل کر رہے ہیں اس کو یہ منکر (فی الدین) کا نام دے کر ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ گو کہ جس کام کو حضور ﷺ اچھا فرما رہے ہیں اس کو یہ ناجائز کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور ﷺ مردود فرما رہے ہیں اس کو یہ منکرین جائز کہہ رہے ہیں۔ معاذ للہ ! لہٰذا اعتراض کرنے والوں کا یہ کلیہ سراسر ارشاداتِ نبوی ﷺ کے خلاف ہے اس لئے دیابنہ اور وہابیہ کا (یعنی دین کے لیے) کا یہ قاعدہ، کلیہ مخالف حدیث نبوی ﷺ ہونے کے باعث مردود و باطل ٹھہرا۔

(5) پھر بدعت کے دوروں میں مبتلا لوگوں کے نزدیک صرف میلاد، عرس، ذکر، صلوۃ و سلام ہی ایسے کام ہیں جو "فی الدین" (دین میں بدعت) ہیں اور باقی وہابیوں کی محافل، جلسے جلوس، اجتماعات کو وہابی حضرات "للدین" (یعنی دین کے لیے) کہہ کر جائز قرار دیتے ہیں؟ (للدین اور فی الدین) کا یہ معیار کسی اصولِ شریعت کے مطابق نہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ اصول شریعت بتایا جاتا محض (للدین اور فی الدین) کی لفاظی کا چکر نہ چلایا جاتا۔